قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربہٖ فصلی — القرآن الکریم

وہ فلاح پاگیا جس نے تزکیہ کرلیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہوگیا

ماھنامہ

المرشد

لاہور

اویسیہ سوسائٹی۔ کالج روڈ، ٹاؤن شپ، لاہور ۵۴۷۷۰

تصوّف کیا ہے؟

لُغت کے اِعتبار سے تصوّف کی اصل خواہ صوف ہو اور حقیقت کے اِعتبار سے اس کا رشتہ چاہے صفا سے جا ملے، اِس میں شک نہیں کہ یہ دین کا ایک اہم شعبہ ہے جس کی اساس خلوص فی العمل اور خلوص فی النیّت پر ہے اور جس کی غایت تعلق مع اللہ اور حصولِ رضائے اِلٰہی ہے۔ قرآن و حدیث کے مطالعے، نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ اور آثارِ صحابہؓ سے اس حقیقت کا ثبوت ملتا ہے۔

(دلائل السّلوک)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۶۰۷

ماہنامہ المرشد لاہور

جلد: ۲۸ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ بمطابق جولائی 1995ء شمارہ ۱۲

فہرست مضامین

ادار یہ ۳

عقیدہ اور عمل ۴

ذکر قلبی ۱۲

اصلاح معاشرہ ۱۷

دین ابراھیمی ۲۴

استر وجن ۳۰

آپ نے پوچھا ۳۳

آؤٹ آف فوکس ۳۹

آج کا مسلمان مرد ۴۱

بدل اشتراک

تاحیات: ۲۰۰۰ روپے

فی پرچہ بارہ روپے

سالانہ: ۱۵۰ روپے

غیر ملکی

سالانہ — تاحیات

سری لنکا - بھارت - بنگلہ دیش

۳۰۰ روپے ۳۰۰۰ روپے

مشرقِ وسطیٰ کے ممالک: ———

۷۵ سعودی ریال ۷۵۰ سعودی ریال

برطانیہ اور یورپ: ———

۲۰ سٹرلنگ پونڈ ۱۰۰ سٹرلنگ پونڈ

امریکہ و کینیڈا: ———

۳۵ امریکن ڈالر ۲۰۰ امریکن ڈالر

پتہ: ماھنامہ المرشد - اویسیہ سوسائٹی - کالج روڈ - ٹاؤن شپ لاہور فون: 5115086

ناشر: پروفیسر حافظ عبدالرزاق پرنٹرز بزم انتخاب جدید پریس لاہور Phones: 6314365-6368389

ماہنامہ **المرشد**

بانی : حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ
مجددِ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست : حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ
شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

مشیر اعلیٰ
نشرواشاعت : پروفیسر حافظ عبدالرزاق ایم اے (عربی) ایم اے (اسلامیات)

ناظر اعلیٰ : کرنل (ریٹائرڈ) مطلوب حسین

مدیر : تاج رحیم

اداریہ

اس وطن میں دس کروڑ مسلمان رہتے ہیں۔ اسی دیس میں اللہ اور رسولؐ کے نام پر مر مٹنے والے جیالے بستے ہیں۔ علوم دین کی کمی نہیں، علمائے دین کی کمی نہیں، واعظوں اور خطیبوں کی کمی نہیں، دینی سیاسی جماعتوں کی کمی نہیں، دینی سیاسی ہنماؤں کی کمی نہیں، اسلامی نظام حکومت کیلئے کوشش کرنیوالوں کی کمی نہیں۔ اس کے باوجود ہم پر عذاب مسلط ہے اور مزید عذاب تباہی و بربادی کے انتظار میں اس دیس کے مسلمان سہمے بیٹھے ہیں، آخر کیوں؟

ہمارے پاس آج بھی وہی قرآن موجود ہے، اسی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وہی نبوت موجود ہے، قرآن و نبوت کی برکات تقسیم کرنیوالے بھی موجود ہیں۔ پھر محرومی کیوں؟ حال تو یہ ہے کہ کنواں موجود، کنویں میں ٹھنڈا لذیذ پانی موجود، پلانے والے بھی موجود، پھر یہ پیاس کیسی؟ پیاسوں کی بے بسی اور بدحالی کیسی؟ پیاس سے تڑپنا اور تڑپ تڑپ کر مرنا کیسا؟ شاید پیاس نے پیاسوں کو اس قدر بدحال کر دیا ہے کہ ان کو نہ کنواں، نہ پانی، نہ پانی پلانے والے نظر آتے ہیں یا شاید پلانے والوں اور پیاسوں کے درمیان وہ نقال مجمع لگائے حائل ہو گئے ہیں جو اس نعمت الٰہی کے دام وصول کرتے ہیں پھر خالی کٹورا پکڑا کر پیاسوں کی سادگی اور بے بسی پر قہقہے لگاتے ہیں۔ آخر یہ بے بسی کیوں؟ یہ محرومی کیوں؟ اس عذاب میں کب تک رہیں گے؟ اذیتوں پر صبر و شکر کیوں اور کب تک کرینگے؟ کیا لاؤڈ سپیکروں پر خطبے اور تقریریں سن سن کر ہماری اذیت میں کمی آجائیگی؟ کیا مناظروں، مباحثوں اور فتووں سے اس قوم کی تقدیر بدل جائیگی؟

تاتاریوں کے ہاتھوں مسلمانوں کی تباہی ہوئی، اسوقت کے مسلمان بھی اسی حال کو پہنچے تھے جسمیں آج ہم ہیں، علماء کی خدمات، ان کی قدر و عظمت سے انکار نہیں، ان ہی کی کاوشوں سے دین اور شریعت کی تعلیم ہم تک پہنچی ہے ـــــ آج کے علماء نے علم ضرور سیکھا لیکن اس کی اہمیت اور زندگی کو شریعت کے تابع کرنیکے فن سے بیگانہ رہ گئے۔ دین کو اپنا ذریعہ معاش بنا کر وہاں تک محدود کر دیا اور مسلمان قوم کو اسلام کی اصل روح، افادیت اور اسکی برکات سے محروم رہنے دیا۔ اسی لیے آج ہماری زبان پر اللہ اور اسکے رسولؐ پر اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ تو ہے لیکن "تَصْدِيقٌ بِالْقَلْبِ" سے محروم ہیں۔ ہماری زبان پر اللہ کا کلام تو ہے لیکن اسکے اثر کو قلب تک پہنچنے کے تمام راستے بند کر دیئے ہیں۔ نبوت کے ظاہری حصے کو مان لیا اور باطنی حصے کو نہ صرف نہ مانا بلکہ رد کر دیا۔ نتیجہ یہ ملا کہ ہم انفرادی اور بحیثیت مسلمان قوم کمزور اور ذلیل و خوار ہو گئے ذہنی اور روحانی بدحالی کے اس مقام پر پہنچ گئے کہ آپس میں دست و گریباں ہو کر اپنے اوپر عذاب کو مسلط کر کے خود کو بے بس کر دیا۔ اب وقت ہے مردہ دلوں کو زندہ کرنیکا، تاریک قلوب کو روشن کرنیکا۔ نفرتوں کو محبت میں بدلنے کا، نفاق کو اتفاق میں ڈھالنے کا۔ یہ تب ہی ممکن ہے کہ اپنے دلوں میں اللہ کی محبت کو بسائیں۔ دنیا کے ناخداؤں کی خوشامد چھوڑ کر اللہ کی خوشنودی کو اپنا نصب العین بنائیں۔ اس وطن میں دینی سیاسی جماعتیں بہت ہیں لیکن اللہ کے نام کی سربلندی کیلئے کوئی تحریک نہیں۔ اسلام کے نام پر جو بھی تحریک ہو گی اگر اسمیں اسلامی تصوف نہیں تو وہ تحریک نہ چل سکتی ہے نہ کامیاب ہو سکتی ہے۔ تصوف ہی دین کا ایک ایسا شعبہ ہے جہاں برائیوں، کدورتوں، نفرتوں اور گناہ کے کیچڑ سے لت پت دلوں کی دھلائی، صفائی اور مرمت ہوتی ہے۔ ان دلوں میں محبت بھری جاتی ہے، جذبے زندہ کیے جاتے ہیں۔ اسطرح ان مردہ دلوں کو ایک کامیاب تحریک کیلئے تیار کیا جاتا ہے جس سے انفرادی زندگی بدل جاتی ہے، اخروی زندگی کے راستے صاف اور روشن ہو جاتے ہیں، قوموں میں ایسے انقلاب برپا ہو جاتے ہیں کہ نہ صرف ظالموں، غاصبوں، لٹیروں اور بدکاروں کی حکمرانی سے نجات ملتی ہے بلکہ عدل و انصاف اور امن سے بھرپور، پرسکون اور خوشحال معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ تصوف کے بغیر کوئی تحریک ایسے انقلاب کا سبب نہیں بن سکتی۔ تصوف میں مقصد صرف ایک ہی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا۔ "اگر اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے تو وہ اپنے بندوں کو سنبھال لیتا ہے۔ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ سب دنیا پر بلند اور غالب رہو گے جب تک پورے مسلمان رہو گے"

تاج رحیم

عقیدہ اور عمل

مولانا محمد اکرم اعوان

رب کریم نے نوح علیہ السلام کا وہ واقعہ اور وہ حال ارشاد فرمایا ہے جو معروف ہے آپ نے بارہا سنا ہو گا پڑھا ہو گا۔ طوفان نوح علیہ السلام یہ دنیا غرق ہو گئی تھی آجکل بھی ابھی تک بھی بعض پہاڑی علاقے بھی بعض انتہائی پہاڑی شمالی علاقوں میں بھی سمندری چیزیں جانوروں کی ہڈیوں کے پنجر یا اس طرح کی چیزیں ملتی ہیں اور آئے دن ہم یہ پڑھتے رہتے ہیں کہ سائنس دان کہتے ہیں کہ یہ حصہ کبھی سمندر تھا پھر خشکی پہ آگیا لیکن وہ وقت جس کا تذکرہ رب جلیل فرما رہے ہیں وہ ایسا تھا کہ سارے روئے زمین پر پانی چھا گیا تھا اور سارا ہی سمندر بن گیا اور یہ آثار اس بات کی حقانیت کے شواہد ہیں کہ واقعی ایسا ہوا تھا تاریخی اعتبار سے بھی۔ مستشرقین کو یا مغرب کے ان کافر محققین کو جو محض سائنس کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جنہیں اسلام کے نام سے چڑ ہے انہیں تو کوئی نہ کوئی ایسی بات تراشنا ہوتی ہے۔

نوح علیہ الصلوۃ والسلام کو آدم ثانی اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ ساری مخلوق جو روئے زمین پر آباد ہے یہ صرف نوح علیہ السلام کی نسل سے ہے کچھ افراد انسانی جو نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے تھے ان میں سے کسی کی نسل آگے نہیں چلی۔ نوح علیہ السلام کے اپنے بچے جو ساتھ تھے انہی سے نسل چلی ہے۔ جو صاحب زادے اس کشتی میں سوار تھے انسانی نسل انہی سے آگے پھلی پھولی ہے۔ اس لئے انہیں آدم ثانی کہا جاتا ہے۔

ایسا اللہ کا حلیم الطبع بردبار اور حوصلہ مند اولوالعزم اور اتنی ہمت والا اللہ کا بندہ تھا کہ ساڑھے نو سو برس، نو سو پچاس سال مسلسل قوم کے ساتھ محنت کرتے رہے۔ قوم مذاق اڑاتی رہی، قوم ایذا دیتی رہی، قوم تکلیفیں دیتی رہی لیکن ساڑھے نو سو سال اس اللہ کے بندے نے کبھی بھی کسی موقع پر بھی اللہ کا پیغام پہنچانے میں کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا اور بڑا لمبا عرصہ ہے ساڑھے نو سو سال۔ مختلف روایات ہیں لیکن اکثر سے اندازہ یہی ہوتا ہے کہ آپ کے ساتھ کشتی میں جو لوگ سوار ہوئے جن میں آپ کے گھر کے جو لوگ آپ کے بچے بچیاں جو تھے ان کے علاوہ جو ایمان لائے تھے تمام مرد اور خواتین ملا کر اسی کے قریب افراد بنتے ہیں جو ساڑھے نو سو سال کا سرمایہ تھا۔ اندازہ فرمایئے اولوالعزم رسول ساڑھے نو صدیاں محنت کرتے رہے آخر انہوں نے تھک ہار کر دعا کی۔

کہ اللہ کریم اتنی محنت اتنی مشقت اور اس قدر ان کے ساتھ میں مجاہدہ کر چکا ہوں کہ اب ان سے خیر کی امید باقی نہیں رہی۔ **رب لا تذر علی الارض من الکفرین دیارا**۔ اللہ روئے زمین پر کوئی کافر باقی نہ چھوڑ۔ اسی لئے کہ **انک ان تذرھم** اگر کوئی ایک بھی آپ نے چھوڑ دیا۔ **ولا یلدوا الا فاجرا کفارا**۔ تو اب یہ برائی کے

اس درجے پر پہنچ چکے ہیں کہ ان سے جو نسل چلے گی وہ بدکار بھی ہو گی اور کافر بھی ہو گی۔ یعنی ان کے اصلاب میں ان کی پشت میں بھی مجھے کوئی خوشبو نہیں آتی کوئی نورانیت نظر نہیں آتی ان سے جو کچھ آگے چلے گا جو کچھ آگے بڑھے گا وہ بھر کفر اور فساد ہی ہو گا۔ تو اس کو پھیلنے سے تو ہی روک سکتا ہے اس کا ایک ہی علاج ہے کہ ان سب کو نابود کر دے۔

رب کریم نے انہیں کشتی بنانے کا حکم دیا انہیں طریقہ سکھایا فرشتوں نے درخت دکھائے ان کے تختے چیرے گئے کشتی بنائی گئی۔ اس کا بھی لوگ مذاق اڑاتے تھے کہ عجیب بات ہے یہاں تو پانی دیکھنے کو نہیں ملتا' صحرا میں کشتیاں کہاں چلیں گی' کیسے جہاز بن رہے ہیں یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ بہرحال جب وہ تیار ہو گئی۔ وقت معین پر رب جلیل نے فرمایا۔ **احمل فیھا من کل زوجین اثنین۔** کہ ہر ایک چیز کا جوڑا جوڑا جانوروں کا بھی پرندوں کا بھی کیونکہ اتنا بڑا عذاب تھا کہ سوائے ان کشتیوں کی سواریوں کے کوئی ذی روح بچ نہیں سکا۔ حیوان بھی' درندے بھی' پرندے بھی کوئی چیز نہیں بچ سکی۔ زمین و آسمان کا درمیان بھی پانی سے بھر گیا تھا۔ اس قدر تیز بارش تھی کوئی خطہ' کوئی ذرہ' کوئی چوٹی کسی پہاڑ کی پانی سے باہر رہ نہیں گئی کہ کہیں کوئی جاندار بچ جائے حتی قرآن کریم فرماتا ہے۔

وفار التنور۔ بھٹیاں اور تنور جو تھے جو آگ جلانے کی جگہیں تھیں۔ جیسے اینٹیں پکانے کے بھٹے ہیں یعنی ایسی جگہیں جہاں ہمیشہ آگ جلتی تھی وہاں سے بھی چشمے پھوٹنے شروع ہو گئے۔ وہاں سے بھی پانی ابلنا شروع ہو گیا اور اللہ کریم فرماتے ہیں۔ **وما امن معہ الا قلیل۔** بہت تھوڑے لوگ ان کے ساتھ تھے ایمان لائے یا امن قبول کیا اور اللہ کے آسرے پر وہ اس میں سوار ہو گئے۔

وھی تجری بھم فی موج کالجبال۔ وہ ان کو لے کر اس طوفانی پانی میں بہہ رہی تھی چل رہی تھی ایک ایک موج پانی کی ایسے اٹھتی تھی جیسے پہاڑ ہوتے ہیں۔

روئے زمین پر جو پانی پھیل چکا تھا اس میں سے ایک ایک لہر اٹھتی تھی ایسے پتہ چلتا تھا جیسے بہت بڑا پہاڑ ہے تو ان کا ایک سگا بیٹا جو ابھی ایک بلندی کی طرف چڑھ رہا تھا آپ نے اسے آواز دی۔

و نادی نوح ن ابنہ و کان فی معزل۔ وہ ایک طرف ایک بلندی کا سہارا لے رہا تھا۔ آپ نے اسے آواز دی اور فرمایا **بنی ارکب معنا۔** بیٹا میرے ساتھ سوار ہو جاؤ۔ **ولا تکن مع الکفرین۔** میرے ساتھ سوار ہونے کا معنی یہ ہو گا کہ کافروں کا ساتھ چھوڑ دو' کفر سے انکار کر دو اس نے جواب دیا۔

قال ساوی الی جبل یعصمنی من الماء۔ میں جس طرف جا رہا ہوں میں اس پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا جو پانی سے بچا لے گا۔ **وحال بینھما الموج فکان من المغرقین۔** ان کے درمیان ایک لہر اٹھی حائل ہو گئی اور وہ غرق ہو گیا اور اس کے بعد آسمان کو حکم ہوا پانی برسانا روک لو' زمین کو حکم ہوا پانی جذب کر لے اور قصہ ختم ہو گیا بات تمام ہو گئی کشتی جو ہے وہ جودی پر جا کر ٹھہری۔ لیکن اس بات کو رب جلیل نے پھر دہرایا۔ میرا مقصد بھی عرض کرنا اسی بات کا ہے جسے رب جلیل نے یہاں پھر دوبارہ نشان دہی فرمائی ہے فرمایا۔ اسی وقت جب نوح علیہ السلام بیٹے کو پکار رہے تھے میرے ساتھ بھی انہوں نے بات کی تھی۔ اب دیکھیں حضرت نوح علیہ السلام وہی نبی ہیں جو آدم ثانی کہلاتے ہیں۔ اولوالعزم رسول ہیں اور جن کا مجاہدہ طویل ترین مجاہدہ ہے۔ مقبول اور مستجاب الدعوات ایسے الوالعزم رسول ہیں۔ بھائی رسول کے منہ سے تو بات ہی تقدیر کی نکلتی ہے وہی نکلتی ہے جو اللہ کو منظور ہو لیکن انبیاء اور رسول بھی بشریت کے تقاضوں سے بالاتر نہیں ہوتے اولاد دیکھ کر' بیٹا دیکھ کر شفقت پدری نے جوش مارا اور انہوں نے بھی دعا تو کی کہ اللہ یہ میرا بیٹا تو ہے جیسا بھی ہے۔

وقال نوح۔ و نادی نوح ربہ۔ نوح علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا فقال اور عرض کیا **رب ان ابنی**

من اھلی۔ خدایا میرا بیٹا بھی تو میرے گھر کے افراد میں سے ہے۔ وان وعدک الحق اور تیرے وعدے تو سچے ہیں۔ وانت احکم الحکمین۔ اور تیرا حکم ہر چیز پر نافذ ہے تو جیسے حکم دے تو پانی کو حکم دے تو وہ غرق کرنے کی بجائے حفاظت کرنے والا بن جائے وہی خشکی کا کام دے سکتا ہے۔ تجھے تو کسی خارجی مدد کی ضرورت نہیں۔ تو تو ہر چیز پہ قادر ہے اور تو نے وعدہ فرمایا تھا کہ تیری اور تیرے اہل کی حفاظت کروں گا۔ تو جیسا بھی ہے آخر سگا بیٹا ہے' میرا خون ہے میرے صلب سے ہے اللہ کریم فرماتے ہیں۔ حکم ہوا قال ینوح انہ لیس من اھلک۔ اے نوح علیہ السلام یہ تیرے اہل سے نہیں ہے اس لئے نہیں ہے انہ عمل غیر صالح۔ اس کے کرتوت اچھے نہیں ہیں۔

اس آیت کریمہ نے انبیاء کے ساتھ رشتے کی وضاحت کر دی کہ نبی کے ساتھ رشتے کا سبب کیا ہوتا ہے بنیاد ہوتی ہے نبی کے ساتھ رشتے کا عقیدہ اور عقیدہ ہوتا ہے ایک دعویٰ۔ اعمال اس دعوے کے گواہ ہوتے ہیں۔ بنی اسرائیل پر رب جلیل فرماتے ہیں کہ ہم نے پہاڑ اٹھا کر مسلط کر دیا۔ ورفعنا فوقکم الطور خذوا ما اتینکم بقوۃ واسمعو۔ واذکروا ما فیہ واسمعوا۔ ہم نے ان پر پہاڑ اٹھا کر ہوا میں معلق کر دیا اور حکم دیا کہ جو کتاب تجھے دی گئی ہے اسے مضبوطی سے پکڑو اس میں جو نصیحت ہے اسے اختیار کرو اور غور سے سنو قالوا سمعنا و عصینا۔ تو انہوں نے کہا اللہ ہم نے سن لیا اور نافرمانی بھی کی۔ یعنی زبانی تو کہتے رہے اللہ ہم نے سن لیا ہم مانتے ہیں لیکن جب پہاڑ ٹل گیا جب عمل کی باری آئی تو ان کا عمل ویسا نہیں تھا جیسے کتاب نے حکم دیا تو اسے اللہ کریم نے کیا فرمایا۔ فرمایا اپنے دعوے کی تردید خود انہوں نے اپنے عمل سے کر دی گویا۔ وہ زبان سے کہہ رہے تھے کہ ہم مانتے ہیں اور اپنے عمل سے کہہ رہے تھے کہ ہم نہیں مانتے۔ جب عمل کی باری آئی تو انہوں نے ثابت کر دیا کہ ہم نہیں مانتے۔

تو ایمان ایک دعویٰ ہوتا ہے کہ میں اللہ کو واحد مانتا ہوں' میں اللہ کو رازق مانتا ہوں۔ میں اللہ کو رب مانتا ہوں' میں اللہ کو حاضر ناظر مانتا ہوں' میں اللہ کو ہر چیز پر قادر مانتا ہوں' میں آخرت کا اقرار کرتا ہوں۔ میں ایمان لاتا ہوں کہ مجھے اللہ کے روبرو جواب دینا ہے' میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کا رسول مانتا ہوں' میں قرآن کو اللہ کی کتاب مانتا ہوں۔ یہ کیا ہے یہ سب دعوے ہیں۔ جب کام کی گھڑی آتی ہے تو ہم کام کیسا کرتے ہیں قرآن کے مطابق کرتے ہیں تو پھر تو ہم قرآن کو مانتے ہیں اور قرآن کو پس پشت ڈال دیتے ہیں کام اپنی مرضی سے کرتے ہیں تو ہم نے قرآن کو نہیں مانا۔ جب میدان عمل میں جاتے ہیں' جب دکان پر بیٹھتے ہیں' جب کھیتی باڑی میں ہیں' جب دفتر میں ہیں۔ جب اپنے ہم اس جگہ ہیں جہاں ہم کام کرتے ہیں۔ وہاں اگر ہم دیانت داری سے کام نہیں کرتے یا وہاں دوسروں کی عزت لوٹتے ہیں' دوسروں کا مال لوٹتے ہیں' دوسروں کا حق چھینتے ہیں' کسی کی جان لیتے ہیں۔ یا کسی کو دھوکا دیتے ہیں تو اس وقت ہمارا وہ دعویٰ کہاں ہوتا ہے کہ میرا رازق رب ہے۔ اگر رب رازق ہے تو ہم کسی کا گلا کیوں کاٹتے ہیں۔ اگر ہم رب کو اپنے پاس موجود حاضر و ناظر مانتے ہیں تو ہم چوری کیوں کرتے ہیں؟ کیا ہم کسی ایک بچے کو دیکھتے ہوئے بھی چوری کر سکتے ہیں؟ نہیں کر سکتے۔ تو پھر رب کو پاس مان کر کیسے کر لیتے ہیں۔

تو یہ جو ہوتا ہے نا عقیدہ یہ ہوتا ہے دعویٰ عمل ہوتا ہے اس کا گواہ۔ اگر گواہ جھوٹا ثابت ہو تو دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔ دعویٰ سچا تب ثابت ہوتا ہے کہ وہ گواہ سچا ثابت ہو عمل کھرا ہو۔ اس لئے یہاں رب جلیل نے وہی وجہ ارشاد فرمائی فرمایا۔

قال ینوح انہ لیس من اھلک۔ کہ اے نوح علیہ السلام یہ تو آپ کا کچھ نہیں لگتا یہ آپ کی اولاد نہیں ہے کیوں نہیں ہے۔ جی وہ تو ان کا سگا بیٹا ہے فرمایا۔ انہ عمل غیر صالح۔ اس کے کرتوت کافروں جیسے ہیں غیر

صالح ہیں، نوح علیہ السلام کے ارشادات کے خلاف ہیں۔

اب دیکھ لو سگا بیٹا جو وجود کا حصہ ہے اگر وہ اطاعت نہیں کرتا تو رشتہ دار کہلانے کا مستحق نہیں ہے ہاں یہ الگ بات ہے کہ نبی کی ذات پر ایمان بھی ہو اور نبی کے ساتھ نسبی رشتہ بھی ہو تو یہ نور علی نور ہے اتباع بھی نصیب ہو اور خونی رشتہ بھی ہو تو اس میں بیشک فضیلت ہے لیکن محض خونی رشتہ ثابت کر کے عقیدہ بھی صحیح نہ ہو، عمل بھی صحیح نہ ہو تو اس میں کوئی فضیلت نہیں اس کا کوئی تعلق نبی سے ثابت نہیں ہوتا وہ رشتہ اللہ کے نزدیک کوئی رشتہ نہیں۔ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے اس کا نبی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اللہ کریم فرماتے ہیں کہ اس بندے کو جس کے کہنے پر اپنی ساری مخلوق غرق کر دی۔

رب لا تذر علی الارض من الکفرین دیارا۔ کوئی ایک کافر روئے زمین پر زندہ مت چھوڑ۔ رب کریم نے روئے زمین کو غرق کر دیا لیکن جب یہ بات آئی تو فرمایا **فلا تسئل ما لیس لک بہ علم۔** ایسی بات مجھ سے مت، آئندہ ایسا سوال میرے نبی مجھ سے مت کیجئے گا بس۔ آئندہ کے لئے منع کر دیا کہ کسی ایسے شخص کے لئے دعا مت کیجئے جو آپ ہی کی بات نہ مانتا ہو۔ آپ ہی کے حکم کے خلاف عمل کرتا ہے اس کے لئے دعا مت کیجئے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے کریم، بڑے شفیق رحمتہ اللعالمین قرآن حکیم آپ کو فرماتا ہے۔ اللہ کی ساری رحمت اگر مجسم ہو تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود عالی بنتا ہے تو آپ ان لوگوں سے بھی کرم فرماتے تھے جو آپ کو دھوکے دیتے تھے، منافقت کرتے تھے، جھوٹ بولے جاتے تھے۔ اللہ کی غیرت نے یہ گوارا نہیں کیا۔ قرآن حکیم میں حکم موجود ہے۔ فرمایا میرے نبی اگر تو ان کے لئے دعا کرے گا بھی تو میں مانوں گا نہیں خواہ تو ستر بار مانگے۔ عربی میں ستر کا لفظ کثرت کے لئے آتا ہے اور یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ستر سے **بعینہ** ستر مراد ہے جیسے ہم کہتے ہیں نا سو بار میں ایسا کروں گا تو اس سے مراد یہ نہیں ہوتی کہ سو بار گن کر ہی کروں گا۔ مراد ہوتی کہ بہت زیادہ دفعہ کروں گا۔ اسی طرح عربی محاورے میں ہے کہ یہ کام ستر بار ہوا یا ستر بار کریں گے۔ تو قرآن میں جہاں اللہ کریم نے یہ فرما دیا کہ ان کے حق میں آپ کی دعا نہیں سنی جائے گی۔ **سبعین مرۃ** ستر بار کے الفاظ اگر آپ کثرت سے بھی کریں ستر بار بھی کریں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے شفیق تھے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو آپ فرمانے لگے کوئی بات نہیں میں ان کے لئے ستر سے زیادہ بار دعا کر دوں گا۔ حالانکہ وہی لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتے تھے لیکن رب جلیل کی غیرت نے گوارا نہ فرمایا اور پھر یہ آیت اور یہ حکم نازل آگیا نازل ہوا کہ آپ ان کے جنازے میں نہیں جائیں گے، ان کی قبر پر کھڑے ہو کر دعا نہیں کریں گے۔ بالکل نہی آگئی کہ آپ کر ہی نہیں سکتے، آپ آئندہ نہیں کریں گے۔ یعنی غیرت باری اس بات کو گوارا ہی نہیں کرتی۔

کہ کسی شخص کے پاس نبی کا پیغام پہنچے پھر وہ اسے سنے سمجھے اور اس پر عمل نہ کرے اور اس کے بعد وہ یہ حق بھی سمجھے کہ ابھی مجھے دعا مانگنے کا یا میرے لئے کوئی نبی یا پیامبر ہی عطا کر دے۔ چہ جائیکہ کہ ہم یہ امید رکھیں کہ ہمارے لئے فلاں بزرگ دعا کر دے۔ داتا صاحب پر دیگ پکا دیں وہ دعا کر دیں گے۔ فلاں عرس میں حصہ ڈالیں گے وہ بزرگ دعا کر دیں گے۔ تو یہ بات ہمارے والی عرسوں سے گزر چکی ہے۔ چونکہ پہلی شرط جو ہے وہ ہے اتباع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جس کسی نے خلوص دل سے یہ پوری کر لی اس کے لئے دعا بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کافی ہے۔ پھر اسے حاجت بھی نہیں رہتی اور جب ہم یہ شرط ہی پوری نہیں کرتے تو سب جھوٹے آسرے ہیں۔ آپ میری دعاؤں پہ بھروسہ کر لیں کسی اور کی دعاؤں پہ بھروسہ کر لیں۔ سب اپنے آپ کے ساتھ دھوکا کرنے کے برابر ہے۔

جب انبیاء کو اللہ نے منع کر دیا کہ جو شخص میرے

نبی کا اتباع نہیں کرتا اس کے لئے میرے سامنے دعا کے لئے ہاتھ نہ اٹھائے جائیں میں جانوں وہ جانے۔ ہم آپس میں نپٹیں گے وہ میری مخلوق ہے تمہارا کیا لگتا ہے' تم کون ہوتے ہو بات کرنے والے۔ تو آپ اندازہ فرمائیے کہ کسی ولی کی' کسی صوفی کی' کسی پیر کی' کسی مولوی کی حیثیت کیا ہے۔ ایک ہی دعا مانگی جا سکتی ہے کہ اللہ ہمیں توفیق اطاعت کر دے۔ چونکہ اس کی اجازت ہے کہ کافر کے لئے بھی جب تک وہ زندہ ہے ایمان کی دعا کی جا سکتی ہے۔ اگر اس کے ساتھ رشتہ ہو مومن کے لئے بھی یہ دعا کرنا ضروری ہے۔ جس کے ساتھ بھی تعلق ہو دوست ہو' بھائی ہو' رشتہ دار ہو' بزرگ ہو یا بچہ ہو بزرگ اپنے چھوٹوں کے لئے' چھوٹے اپنے بڑوں کے لئے یہ دعا ہمارے معمولات کا حصہ ہونی چاہئے کہ اپنے لئے بھی اپنے متعلقین اور جاننے والوں کے لئے بھی کہ اے اللہ ہمیں صحت عقیدہ اور صحت عمل کی توفیق عطا فرما۔ کھری کھری اطاعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیب فرما۔ یہ الگ بات ہے۔ لیکن اسے چھوڑ کر ہم فرائض میں بھی کوتاہی کریں' سنتوں کی بھی پرواہ نہ کریں۔ ہم عقائد تک میں لاپرواہ ہو جائیں اور ہم ساری زندگی یہ فکر ہی نہ کریں کہ عقیدہ سکھایا کیا تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور اس کے بعد ہم یہ امید رکھیں کہ فلاں پیر میری مدد کو آئے گا' فلاں بزرگ میری مدد کرے گا۔ یا فلاں سے تعلق ہے میرا یا میں فلاں کی نسل میں سے ہوں۔ میں فلاں کی اولاد ہوں تو یہ ساری خود فریبیاں ہیں۔ اپنے آپ کے ساتھ دھوکا ہے' اپنے آپ کو کسی غلط فہمی میں مبتلا کرنے والی بات ہے بڑی صاف' بڑی واضح بڑی سیدھی بات رب جلیل نے فرمائی۔

کہ میں نے اسی اولوالعزم رسول کو جس کے ایک بار ہاتھ اٹھانے پر ساری مخلوق غرق کر دی تھی ایک بندے کو بچانے کے لئے دعا کرنے سے روک دیا حالانکہ وہ اس کا سگا بیٹا تھا۔ اس وجہ سے کہ وہ اسی کی غلامی نہیں کرتا تھا اور جو شخص پیغام پہنچنے کے بعد نبی کی اطاعت نہیں کرتا اس کے لئے نبی کو بھی میں اجازت نہیں دیتا کہ مجھ سے امان طلب کرے۔

اسی طرح جو لوگ زبانی دعویٰ ایمان کا کر کے عملاً اطاعت نہیں کرتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شفقت سے اور اپنی رحمت عامہ سے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شان تو عجیب تھا۔ فرمایا ان کا اپنا انداز ہے میرا اپنا۔ میں ان کے لئے بھی دعا تو کروں گا۔ لیکن اللہ کریم نے منع کر دیا۔ **ولا تکن علی قبرہ۔** ان کی قبر پر آپ تشریف نہ لے جایئے اور ان پر دعا بھی نہ مانگیں۔ جنازہ بھی نہ پڑھیں مجھے آیت یاد نہیں ہے لیکن قرآن حکیم میں واضح حکم آگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منع کر دیا گیا۔

تو میرے بھائی بڑی سیدھی سی بات ہے کہ اللہ کی رحمت کے بغیر تو کوئی چارہ ہی نہیں یہاں جب رحمت بٹتی ہے تو حال یہ ہوتا ہے۔ فرمایا نوح علیہ السلام نے عرض کی۔ **قال رب انی اعوذبک ان اسئلک ما لیس لی بہ علم۔** اللہ جس بات کو میں نہیں سمجھ پا رہا تھا اور میں نے مانگی اس سے میں تیری ہی پناہ چاہتا ہوں۔ معافی کا طالب ہوں اور اس بات سے پناہ چاہتا ہوں کہ آئندہ کوئی ایسی بات کروں اور اگر معاف نہ کرے' رحم نہ کرے تو سخت نقصان کی بات ہے آدمی خسارے میں چلا جائے گا۔

تو اللہ فرماتے ہیں ہم نے ارشاد فرمایا **ینوح اہبط بسلم منا و برکت علیک و علی امم ممن معک۔** اب دیکھو نوح علیہ السلام کے ساتھ صرف انسان نہیں تھے صرف اپنا خاندان نہیں تھا۔ آپ کے ساتھ آپ کے گھر کے افراد جو مومن تھے وہ بھی تھے۔ گھر کے افراد میں سے ایک اہلیہ ایک وہ بیٹا جو ایمان نہیں لائے وہ گئے باقی افراد تھے۔ وہ لوگ جو ایمان لائے وہ سارے مل ملا کر اسی کے قریب مرد عورتیں بنتے ہیں۔ اس کے علاوہ جانور تھے' پرندے تھے' مختلف اقسام تھیں' جوڑا جوڑا تو جب رحمت بٹنے لگی تو پرندوں اور جانوروں کو بھی محروم نہیں چھوڑا۔ یعنی نبی کے ساتھ اور نبی کے عدم اتباع کا فرق اتنا ہے کہ عدم اطاعت

میں سگا بیٹا مارا گیا کہ یہ آپ کے نقش قدم پر نہیں چلتا اس کے کرتوت اچھے نہیں ہیں۔ اسے کچھ نہیں اس کے لئے مت مانگئے۔ اور فرمایا اے نوح علیہ السلام آپ چلیں میری طرف سے سلامتی کے ساتھ برکتوں کے ساتھ۔ آپ پر اور ان سب اقسام پر جو آپ کے ساتھ ہیں۔ یعنی ان سب قسم کی زندہ اقسام پر ان تمام چیزوں پر جو آپ کی کشتی میں سوار ہیں خواہ وہ جانور ہیں' خواہ وہ انسان ہیں' خواہ وہ پرندے ہیں جو بھی کشتی میں سوار ہے آپ کے ساتھ انسان ہے یا حیوان ہے۔ میری رحمت' میری برکتیں' میری شفقتیں اس پر عام ہیں۔ اس لئے کہ وہ آپ کی کشتی میں سوار ہے اور جس نے آپ کی اطاعت نہیں کی اس کے لئے آپ دعا کے لئے ہاتھ مت اٹھایئے۔

تو بڑی سادہ سی بات ہو گئی' صاف سی بات ہو گئی کہ جانور بھی۔ جس جانور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سواری کی ہے روئے زمین کا کوئی دوسرا جانور اس کی نظیر بن سکتا ہے جانور بھی سرفراز ہو جاتے ہیں۔ زمین کے ٹکڑے سرفراز و سربلند ہو جاتے ہیں۔ جس خطہ زمین کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے مبارک نے چھوا ہے دوسرا کوئی خطہ اس کی مثل بن سکتا ہے کیوں نہیں بن سکتا اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک نے مس کیا ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حرمین شریفین میں تین مہینے رہے اور تین مہینے انہوں نے مسلسل روزہ رکھا۔ تین مہینے کھایا پیا بھی نہیں۔ اس لئے کہ مجھے رفع حاجت کی ضرورت پیش نہ آئے اور میں نہیں سمجھتا کہ جہاں میں رفع حاجت کے لئے بیٹھوں شاید اس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی پاؤں مبارک رکھا ہو۔ حدود حرم میں تین ماہ آپ نے گزارے تھے تین ماہ کھایا پیا نہیں تھا کہ تین ماہ رفع حاجت نہ ہو۔ فرشتے کی طرح تین ماہ گزارے اس لئے کہ اس خطہ زمین کا بھی ایک۔ علماء جب بحث کرتے ہیں نفضیلت کی' عرش کی فضیلت کیسی ہے' جنت کی فضیلت کیسی ہے' لوح محفوظ کی فضیلت' کرسی کی عظمت کیسی ہے' کون کس سے افضل ہے۔ کعبتہ اللہ کی عظمت کیسی ہے عرش افضل ہے یا کعبہ افضل ہے اس طرح یہ چلتی جاتی ہے۔ بحث بالاخر نتیجتاً" وہ اس بات پر پہنچتے ہیں کہ اللہ کی ساری کائنات میں خواہ وہ عرش ہے خواہ وہ کرسی ہے خواہ وہ لوح محفوظ ہے جنت ہے یا بیت اللہ ہے خواہ یہ کعبہ ہے جو زمین پر ہے یا وہ کعبہ ہے جو ساتویں آسمان پر ہے۔ آسمان اول پر ہے کوئی بھی ہے وہ خطہ زمین جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود اطہر سے مس ہو رہا ہے۔ روضہ اطہر کا وہ حصہ جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما ہیں۔ زمین کا وہ ٹکڑا جو وجود اطہر سے مس ہو رہا ہے وہ کائنات کی تمام فضیلتوں سے افضل ترین ہے۔ اس لئے کہ مکان کی عزت مکین سے ہوتی ہے لیکن یہ فضیلت تعلق کے ساتھ ہے' اتباع کے ساتھ ہے' غلامی کے ساتھ ہے۔ جس کی بنیاد عقیدہ اور عقیدے کے ساتھ عمل ہے اور خدانخواستہ جیسا کہ ہمارا حال ہے ہمارا حال عجیب ہے۔

ہم زہر کھاتے ہیں اور طول عمر کی دعا کرتے ہیں' ہم پاگلوں کی طرح ہو چکے ہیں' ہم عقائد سے واقف نہیں ہیں اور نہ سمجھنا چاہتے ہیں ہم عمل سے بیزار ہیں اور نہ سیکھنا چاہتے ہیں' نہ کرنا چاہتے ہیں اور ان سب راستوں سے ہٹ کر ہم یہ چاہتے ہیں کوئی ہمارے لئے دعا کر دے اور ہمارے بگڑے ہوئے سارے کام سنور جائیں اب میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ یہ قرآن کی رو سے کیسے ممکن ہے۔ کیا یہ ممکن ہے؟ کم از کم میری سمجھ میں نہیں آتی۔ میں اس لئے اس موضوع پر اکثر بولتا رہتا ہوں کہ لوگ میری طرف سے کسی دھوکے میں مبتلا نہ رہیں۔ اگر آپ نے اپنے نبی سے وفا کر لی تو آپ کو میری دعاؤں کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔ وہ اتنا غیور ہے رب کریم کہ اپنے نبی کے کسی غلام کو ہاتھ اٹھنے سے پہلے دے دیتا ہے وہ محروم چھوڑتا ہی نہیں۔ ہمیں پتہ ہی نہیں ہوتا کہ کل ہماری ضرورت کیا ہے۔ مسلمان اس پر سارا کام ختم ہو گیا ہے یہ کیسے ممکن ہے ہم

اتنی سی بات پر یہ آس لگائے بیٹھے ہیں فرمایا ایسے نہیں ہو گا میاں۔ بات عمل کی کرو۔ وہاں جب یہ بات ہے **الا عمل عملا صالحا**۔ اس کے کرتوت اچھے نہیں ہیں تم اپنے کردار کو سامنے لاؤ۔ اگر تمہارا کردار سنت کے مطابق ہے تو مرنے کے انتظار کرنے کی ضرورت نہیں۔ تم اس عالم میں بھی جنت میں رہ سکتے ہو۔ زندگی یہاں بھی ویسی ہی بن جاتی ہے جیسی جنت میں ہو گی۔

اور اگر کردار میں سقم ہے تو یہاں بھی دوزخ کا سایہ وجود پر پڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ زندہ آدمی بھی دوزخ میں تڑپنا شروع ہو جاتا ہے اور تڑپتے تڑپتے بالکل انگاروں پہ زندگی گزرتی ہے وہ محسوس کرے یا نہ کرے تڑپنا انگاروں پہ رہتا ہے ساری عمر' داخل تو خواہ مرنے کے بعد ہی ہوں گے۔ دونوں لیکن اثرات اس دنیا میں بھی اتنے مضبوط ہوتے ہیں کہ جنتی اور دوزخی کی زندگی کا فرق واضح نظر آتا ہے تو اللہ کریم سے توفیق عمل طلب فرمائیں۔

یہاں بڑی رعایتیں ہیں اللہ کی بارگاہ میں اور بڑی چھوٹ ہے کہ کسی لمحے اللہ فرماتا ہے کسی لمحے یہ سوچ لو کہ جو کچھ ہو چکا اللہ جو بھی ہو چکا۔ میں تیری بارگاہ میں معافی کا طالب ہوں۔ فرماتے ہیں جو بھی کر چکے ہو معاف کر دوں گا لیکن خلوص سے میرے ساتھ بات کھری کھری کرو' صاف سیدھی بغیر لگی لپٹی' بغیر ہیرا پھیری کے بغیر کسی چالاکی کے اور اپنے دل سے کرو کسی پیر کے لئے نہیں' کسی مولوی کے لئے نہیں' کسی فقیر کے لئے نہیں' کسی بڑے کسی چھوٹے کے لئے نہیں' اللہ کے ساتھ اپنی بات اپنے مالک سے کرو۔ فرمایا میں معاف کر دوں گا۔ اب اس سے زیادہ کسی رعایت کا تصور ممکن ہے۔

دعائے مغفرت

سلسلہ عالیہ کے ساتھی محمد امیر خاں (سرگودھا کینٹ) کی والدہ ماجدہ رضائے الٰہی سے وفات پا گئیں ہیں۔ ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

☆ ☆ ☆

قربانی

مندرجہ ذیل احباب کی طرف سے قربانی کے جانور دارالعرفان میں ذبح کئے گئے۔

۱۔ محمد منیر — بریڈ فورڈ (برطانیہ)
۲۔ محمد اکرم — ہڈر فیلڈ
۳۔ محمد ضمیر — برمنگھم برطانیہ
۴۔ فیض احمد — امریکہ
۵۔ راشدہ حبیب — امریکہ
۶۔ مسٹر و مسز طارق — راولپنڈی
۷۔ عبدالرحمٰن — مانچسٹر برطانیہ
۸۔ حاجی محمد گلزار۔ ۹۔ حاجی فضل حق۔ ۱۰۔ جہانگیر حسین۔ ۱۱۔ عبدالرحمٰن۔ ۱۲۔ محمد نذیر۔ ۱۳۔ ملک محمد طارق۔ ۱۴۔ ملک محمد اعظم۔ ۱۵۔ پروین بیگم۔ ۱۶۔ جہانگیر حسین۔

☆ ☆ ☆

گھر بیٹھے آمدن میں اضافہ کیجئے

پاکستان کے ہر شہر اور ضلع میں بجلی سے متعلقہ مصنوعات کی فروخت کے لئے کمیشن کی بنیاد پر سیلز سٹاف چاہئے۔ اپنے فارغ وقت میں اپنی آمدن میں اضافہ کرنے کا بہترین موقعہ ہے۔

تفصیلات کے لئے خود ملئے۔ یا خط لکھ کر معلومات حاصل کریں۔ ساتھیوں کو ترجیح۔

معرفت ایڈیٹر ماہنامہ المرشد۔ او۔سیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور۔

☆ ☆ ☆

سالانہ اِجتماع

۹ جولائی (جمعرات) سے دارالعرفان میں سالانہ اجتماع شروع ہوگا اور ۱۱ اگست تک رہے گا۔

○ تزکیۂ نفس کے لیے صُحبتِ شیخ لازمی ہے۔ سلوک میں صحیح راہنمائی، باقاعدہ تربیت حاصل کرنے اور آگے ترقی کیلئے اِس اجتماع میں آپ کا شامل ہونا ضروری ہے۔

○ اِس اجتماع کا مقصد ہی یہ ہے کہ سالکین کی صحیح اور باقاعدہ تربیت کے ساتھ ساتھ صحبتِ شیخ بھی نصیب ہو۔ تاکہ آپ کے قلوب اُن انوارات و برکات سے روشن ہو جائیں جو صرف صحبتِ شیخ سے ہی نصیب ہوتی ہے۔

○ وطن کے دُور دراز علاقوں اور غیر ممالک سے آنے والے سالکین کے ساتھ میل جول بھی آپ کے لیے باعثِ برکت ہے

وقت نکال کر ضرور دارُالعرفان منارہ تشریف لائیں۔

(دارالعرفان خوشاب اور چکوال کے درمیان سرگودھا روڈ پر واقع ہے۔)

ذکرِ قلبی

مولانا محمد اکرم اعوان

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغدوۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعد عینک عنھم ج ترید زینۃ الحیوۃ الدنیا ج ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ و کان امرہ فرطا ○ (الکہف ۲۸)

پندرھویں پارے میں سورۃ کہف میں اللہ رب العزت جہاں اصحاب کہف کا تذکرہ فرما رہے ہیں۔ وہاں ان کی نظیر بیان کرنے کے بعد کچھ احکام براہ راست نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو ارشاد ہوتے ہیں۔

ابصر بہ واسمع ط ما لھم من دونہ من ولی و لا یشرک فی حکمہ احدا ○

کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس مثال سے اندازہ فرمایئے۔ دیکھئے سنئے تو ثابت یہ ہو گا کہ اللہ کے علاوہ کوئی ان کا مددگار نہ تھا لہٰذا سب مخاطبین کے لئے' سب سننے سمجھنے والوں کو چاہئے کہ اللہ کے احکام میں کسی کو اس کے برابر نہ سمجھیں۔ پھر ارشاد ہوتا ہے۔

واتل ما اوحی الیک من کتاب ربک ط لا مبدل لکلمتہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پروردگار کی عطا کردہ کتاب کی تلاوت فرمایئے جس کے کلمات میں' جس کے ارشادات میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔

ولن تجد من دونہ ملتحدا۔ اس لئے کہ جو بندہ کتاب الٰہی کو یا اس ضابطہ حیات کو جو اللہ کی کتاب میں ہے' اس طرز زندگی کو چھوڑ دے اسے کہیں پناہ نہیں ملتی۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔

واصبر نفسک۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آپ کو مع الذین یدعون ربھم بالغدوۃ والعشی ایسے لوگوں کے ساتھ رکھئے' خود ایسے لوگوں کے ساتھ رہئے' اپنی ذات ستودہ صفات کو ان لوگوں کے ساتھ رکھئے جو صبح شام اللہ کا ذکر کرتے ہیں' علی الدوام اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ بالغدوۃ والعشی۔ صبح اور شام۔ جیسے ایک انگریزی کا محاورہ ہے۔

ROUND THE CLOCK اس کا عربی ترجمہ بنے گا بالغدوۃ والعشی یعنی ہر وقت اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ کیوں یاد کرتے ہیں؟

یریدون وجھہ۔ وہ اس کی رضامندی کے' اس کی خوشنودی کے' اس کی ذات کے طلب گار ہیں۔ وہ لوگ جو ہر لحہ اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں' جو ہر لحہ اپنے پروردگار کو یاد کرتے ہیں اور اس دائمی یاد اور ذکر دوام سے ان کا مقصد اس کی رضامندی کا حصول' اس کی ذات کا قرب ہے۔

ولا تعد عینک عنھم ج ترید زینۃ الحیوۃ الدنیا۔ اور کبھی اگر ایسا موقع بھی آ جائے کہ ان کی دوستی میں یا ان کے ساتھ رہنے میں یا ان کے ساتھ تعلق میں

دنیوی نقصان کا اندیشہ ہو' دنیوی اعتبار سے کچھ قربان کرنا پڑے اور ان سے ہٹ کر دنیوی فوائد کی امید ہو تو بھی ان کا ساتھ چھوڑیئے اور یہ حکم ہو رہا ہے براہ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ کہ بے شمار ایسے حالات آ جاتے ہیں۔ مومنین کی تعداد کم ہے جیسے مکہ مکرمہ میں مومنین دنیوی اعتبار سے اس قدر کم یا کمزور تھے کہ انہیں شہر خالی کرنا پڑا' ہجرت کرنا پڑی اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے مہاجرین کے ساتھ ہجرت کرنا منظور فرمایا۔ غالب قوتوں کا ساتھ دینا منظور نہیں فرمایا کہ کمزوروں کو چھوڑ کر جو تگڑے ہیں ان کو ساتھ ملا لیا جائے یہ پسند نہیں فرمایا یہاں اس آیہ کریمہ سے یہی مراد ہے۔

ولا تعد عینک عنھم ج ترید زینۃ الحیوۃ الدنیا۔ کہیں ایسا موقع آ جائے کہ بظاہر دنیوی فوائد دوسری طرف ہوں اور جس طرف یہ لوگ ہوں (جو ہر گھڑی اللہ کو یاد کرتے ہیں) بظاہر دنیوی نقصانات کا احتمال ہو تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ رہئے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا ساتھ نہیں چھوڑیئے گا۔ اور پھر یہ ارشاد ہوتا ہے۔

ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا۔ وہ لوگ جن کے قلوب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے۔ ذکر قلبی سے محرومی کو اللہ کریم نے اپنی طرف منسوب فرمایا **من اغفلنا۔** جن کو ہم نے غافل کر دیا **قلبہ۔** جن کے دل کو **عن ذکرنا۔** اپنی یاد سے۔ ہماری یاد سے۔ یعنی ذکر قلبی سے محرومی عذاب الٰہی ہے' اللہ جل شانہ کی ناراضگی کا نتیجہ ہے۔ اللہ کریم جب کسی سے خفا ہوتے ہیں تو اس کے قلب کو اپنی یاد سے محروم کر دیتے ہیں۔ اس لئے کہ انسان آزمائش میں ہے اور اسے اللہ کریم نے شعور بخشا ہے۔ وہ عظمت الٰہی کو اپنی حیثیت کے مطابق سمجھ سکتا ہے اور پھر اسے اس عظمت کو سمجھ کر یہ فیصلہ خود کرنا ہے کہ اسے اللہ کی یاد کے ساتھ اللہ کی عظمت کو مان کر قرب الٰہی کی طلب میں زندہ رہنا ہے یا دنیاوی عیش و عشرت' دنیاوی جاہ و جلال پر اللہ کے احکام کو قربان کر کے دنیا سے مستفید ہونا ہے۔ اگر وہ دوسری طرف فیصلہ کرتا ہے تو اس کی سزا یہ ہوتی ہے کہ اللہ کریم اس کے دل سے اپنی یاد مٹا دیتے ہیں اور یہاں ارشاد ہو رہا ہے۔

کہ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **ولا تطع۔** ایسے لوگوں کی بات کو پرکاہ وقعت نہ دیجئے' ان کی بات مت مانئے' ان کی بات مت سنئے۔ جن کے قلوب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا۔ جب دل یاد الٰہی سے غافل ہوتا ہے تو یہ نتیجہ کیا ہوتا ہے۔

واتبع ھواہ۔ وہ انسان انسانی عظمت سے' انسانی مقام سے گر جاتا ہے' انسانیت کے رتبے سے گر جاتا ہے اور جس طرح جانور اپنی خواہشات کے پیچھے بھاگتا ہے اسی طرح پھر انسانی **واتبع ھواہ۔** اپنی خواہشات نفس کے پیچھے لگ پڑتا ہے۔ حیوان کو کچھ کھانے کی خواہش ہوتی ہے۔ اسے پاک ناپاک' جائز ناجائز' اپنے پرائے سے غرض نہیں اسے کچھ کھانے کو نظر آتا ہے وہ منہ مارنا شروع کر دیتا ہے۔ حیوان کو پیشاب کی حاجت ہوتی ہے اسے یہ خیال نہیں ہے کہ وہ اپنے تھان پر کھڑا ہے' وہ گلی سے گزر رہا ہے' وہ بازار میں ہے یا وہ جنگل ہے۔ جہاں حاجت ہوتی ہے وہاں پیشاب کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یعنی جو خواہش اس کے اندر پیدا ہوتی ہے وہ اس کے پیچھے چل پڑتا ہے لیکن انسانیت یہ ہے کہ اس خواہش کا موقع و محل' اس کے پورا کرنے جائز طریقہ' مناسب طریقہ' انسانی عظمت و وقار کے مطابق طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ مومن و کافر میں کیا فرق ہے؟ دونوں زندہ رہتے ہیں اسی فضا میں۔ دونوں اسی دنیا کا رزق کماتے ہیں' دونوں اسی دنیا میں گھر بناتے ہیں' دونوں کی اولاد اسی ایک ماحول میں ہوتی ہے' دونوں اسی زمین پر مرجاتے ہیں' تو فرق کیا ہے؟ مومن کی ہر ہر ادا میں عظمت الٰہی پوشیدہ ہوتی ہے۔ اپنے کمانے میں وہ حدود الٰہیہ کے اندر محدود ہوتا ہے۔ ان سے باہر اسے کروڑوں روپے مل رہے ہوں وہ ناجائز ذرائع سے لینا جبکہ کافر محض کماتا ہے' اسے حلال حرام

سے غرض نہیں ہوتی۔ خرچ کرنے میں مومن کے سامنے حدود ہوتی ہے' مقامات ہوتے ہیں' طریقے ہوتے ہیں جن میں رہ کر خرچ بھی کرتا ہے لیکن اس کا خرچ بھی ایک طرح کا ذکر ہوتا ہے کہ ہرپائی' ہر پیسہ' ہر روپے کے ساتھ اللہ کی یاد وابستہ ہوتی ہے کہ یہاں خرچ کرنے کی اجازت ہے اور یہاں نہیں ہے لیکن کافر اپنی خواہش سے خرچ کرتا ہے۔ جہاں اس کا جی چاہتا ہے کر دیتا ہے جہاں نہیں جی چاہتا' نہیں کرتا۔ یہ فرق ہوتا ہے مومن و کافر میں اور اگر خدانخواستہ مومن اس عذاب کی گرفت میں آ جائے کہ اس کا دل یاد الٰہی سے غافل ہو جائے تو عملی زندگی میں اس کا وہی حال ہو جاتا ہے جو غیر مومن یا کافر کا ہوتا ہے۔

ایک جگہ حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے **من ترک الصلوۃ متعمدا فقد کفر**۔ فقہی مسئلہ یہ ہے' قانون فقہی یہ ہے' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد یہ ہے کہ نماز کی فرضیت کا کوئی انکار کرے تو وہ کافر ہے لیکن اگر نماز نہ پڑھے تو وہ فاسق و فاجر ہے' گنہگار ہے' انکار کفر ہے۔ اس حدیث میں ارشاد ہوتا ہے **من ترک الصلوۃ متعمدا**۔ جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کر دی' انکار نہیں کیا لیکن عملاً" پڑھی نہیں' ادا نہیں کی **فقد کفر**۔ اس نے کفر کیا۔ تو یہاں علماء اسی طرح تطبیق کرتے ہیں' شارحین حدیث فرماتے ہیں کہ اس سے بندہ کافر ہو نہیں گیا بلکہ اس نے کام ایسا کیا جیسا کافر کرتا ہے اس نے کافروں جیسا کردار پیش کیا' اس نے کافروں جیسا کام کیا۔ وہ کام کیا جو غیر مومن کرتا ہے' جو کافر کرتا ہے۔ وہ ایک مومن نے کر دکھایا تو جب یاد الٰہی سے قلوب پہ غفلت آتی ہے تو قلبی ذکر کسی کو نصیب نہیں ہوتا تو یہ سزا ہے اللہ کی طرف سے۔

ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا۔ ایسے بندے کی بات پر دھیان نہ دیجئے جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ سوال یہ کیا جاتا ہے کہ ذکر قلبی کی ضرورت کیا ہے؟ یہ ایسے ہے جیسا کوئی زندہ رہنے کے لئے یہ سوال کرے کہ آکسیجن کی ضرورت کیا ہے؟ سانس لینے کی ضرورت کیا ہے؟ دل کے دھڑکنے کی ضرورت کیا ہے؟ جس طرح مادی وجود کے لئے دل کی دھڑکن زندگی کی بنیاد ہے اسی طرح روحانی حیات کے لئے' انسانی حیات کے لئے' انسانیت کی زندگی کے لئے دل کی ہر دھڑکن میں اللہ کی یاد بنیادی ضرورت ہے اور یہ مت بھولئے کہ محض ذکر کرنے کے بعد بندہ فارغ ہو گیا' نہیں۔ ذاکرین کی زندگی میں مثبت تبدیلی کا آنا ذکر کے ثمرات میں سے ہے۔ مراقبات کا کرنا' منازل کا طے کرنا' انوارات کا نظر آنا یہ سب اپنی جگہ پر لیکن کیا یہ صرف ہماری قوت متخیلہ ہے؟ کیا ہم نے صرف ایسا سوچ لیا ہے؟ کیا یہ کوئی خواب کی قسم ہے جو ہم پر مسلط ہو گئی یا واقعی یہ ایک حقیقت ہے؟ دیکھئے! کیفیات جو قلب پہ وارد ہوتی ہیں اگر وہ حقیقی ہوں تو اس کے نتائج عملی زندگی میں آتے ہیں۔ واقعی کسی کو خوشی ملے تو وہ اچھل کود رہا ہوتا ہے' شور کر رہا ہوتا ہے' مٹھائی بانٹ رہا ہوتا ہے' دوسروں کو بتا رہا ہوتا ہے۔ اس کا مطلب ہے اس کے اندر واقعی کوئی خوشی آئی' کوئی ایسی کامیابی اسے ہوئی جس سے اس نے خوشی محسوس کی اسی طرح کسی کو غصہ آتا ہے وہ چیخم دھاڑ مچا رہا ہوتا ہے' بندوق اٹھا رہا ہوتا ہے' کسی کو گالی دے رہا ہوتا ہے' چلا رہا ہوتا ہے کہ میں یہ کر دوں گا' میں وہ کر دوں گا' میں آگ لگا دوں گا' میں اجاڑ دوں گا اور پتہ چلتا ہے کہ واقعی ایک غصے کی کیفیت اس کے قلب پہ وارد ہوئی' اس کے باطن میں ایک کیفیت ہے۔ اسی طرح ذکر الٰہی کی کیفیت جب دل پہ وارد ہوتی ہے تو اطاعت الٰہی اس کے لئے پسندیدہ اور آسان کام ہو جاتا ہے اور اطاعت الٰہی کی اسے بھوک لگتی ہے۔ جیسے غذا کی بھوک لگتی ہے' کھانے کی بھوک لگتی ہے' پینے کے لئے پیاس لگتی ہے اسی طرح اسے اتباع سنت کی اور اطاعت الٰہی کی بھوک لگتی ہے۔ یہ ہے اصل معیار ذکر الٰہی کے ثمرات کا۔ اگر ہم یہ سمجھنا چاہیں کہ مجھے اتنا عرصہ ہو گیا ذکر کرتے ہوئے اور مجھے کیا حاصل ہوا؟ تو مشاہدات و مکاشفات و مراقبات کا اعتبار نہیں ہے۔ بڑے سے بڑا مراقبہ ایک لمحے میں سلب ہو سکتا

ہے' بڑے سے بڑا مشاہدہ ایک آن میں ضائع ہو سکتا ہے۔ اصل حقیقت اس عمل کی ہے کہ ذکر سے منور ہو کر قلب کی رضامندی' قلب کی خوشنودی' قلب کی تشفی' قلب کا اطمینان کن کاموں میں ہے؟ کون سے کام ہم بھاگ کر کرنا چاہتے ہیں؟ قلب کو کن باتوں سے نفرت ہو گئی ہے اور ہم کن باتوں سے بچنا چاہتے ہیں؟ اگر ہمارا یہ معیار آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کردہ طریق زندگی سے مطابقت رکھتا ہے تو اس کا مطلب ہے ہمارا قلب ذاکر ہے اور ہمارا ذکر اللہ کریم کو قبول بھی ہے' پسند بھی ہے لیکن اگر سارا ذکر' سارے مراقبات کرنے کے بعد ہم کافرانہ طرز حیات پہ یا غیر اسلامی طرز حیات پہ یا غیر اسلامی تہذیب پہ یا غیر اسلامی انداز سے دولت کمانے پہ یا غیر اسلامی انداز میں مال خرچ کرنے پہ خوش ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہم ذکر کی' یاد الٰہی کی ایکٹنگ کر رہے ہیں۔ جس طرح فلم کی سکرین پر ایک آدمی سلطان ہوتا ہے' پہلوان ہوتا ہے' شہہ زور ہوتا ہے' جرنیل ہوتا ہے لیکن تب تک جب تک فلم کی شوٹنگ ہو رہی ہے۔ اس سے باہر نکلتا ہے تو میک اپ اتار دیتا ہے' شوٹنگ کے دوران وہ شاہی لباس بھی عارضی ہوتا ہے اور شاہی فرامین بھی عارضی ہوتے ہیں اور وہ سارا دربار بھی ایک عارضی سیٹ بنا ہوا ہوتا ہے بعد میں وہ سب کچھ ختم ہو جاتا ہے اور بندہ درمیان سے وہی نکلتا ہے جو کچھ حقیقت میں وہ تھا۔ اگر ہماری عملی زندگی میں تبدیلی نہیں آتی تو پھر یہ سب ایک اداکار کی طرح ہے کہ ہم ایک ڈرامے کا پارٹ ادا کر رہے ہیں۔ ہم نے اپنے آپ پر نیکی کا غلاف چڑھا رکھا ہے' اپنا حلیہ نیکوں جیسا بنا رکھا ہے' خود کو نیک کہلوانا چاہتے ہیں لیکن عملی زندگی میں نیک نہیں ہیں' نیکی پر ہمارا اعتبار' ہمارا اعتماد یا یوں کہئے کہ ہمارا ایمان اس پر نہیں ہے۔ محض ایک شعبہ زندگی کی ہم ایکٹنگ کر رہے ہیں۔

میدان حشر میں آدمی ایسے آئے گا جیسے کوئی چٹھی لفافے سے نکل کر آتی ہے۔ ایک لفافہ بند ہے۔ کوئی نہیں جانتا اس میں کس کی موت کی خبر ہے' کس کی شادی کی اطلاع ہے' کسی کے جانے کی بات ہے یا کسی سے ملنے کی بات ہے؟ لیکن جب وہ لفافہ اتار کر آپ خط کھول دیتے ہیں تو ہر دیکھنے والا دیکھتا ہے کہ اس میں کیا ہے؟ موت بندے سے سارے غلاف اتار دیتی ہے۔ برزخ میں بندہ جیسا ہوتا ہے ویسا نظر آتا ہے۔ دنیا میں وہ پیر صاحب کہلا سکتا ہے' خان صاحب' چوہدری صاحب' ملک صاحب' وزیر' امیر' برسر اقتدار افسر' سب کچھ کہلوا سکتا ہے لیکن یہ سارے اس کے باہر کے غلاف ہیں' باہر کے رنگ و روغن ہیں جو لوگوں کو دکھانے کے لئے وہ کر لیتا ہے۔ اندر پکی دیوار ہے یا کچی گارے کی مٹی کی ہے یا پتھر کی؟ یہ موت کی بارش اوپر کے سارے غلاف اور سارے رنگ دھو دیتی ہے۔ برزخ میں ویسے کا ویسا بندہ پہنچتا ہے جیسا وہ واقعی ہے۔ یاد الٰہی کے اثرات اس کی اساس اور اصل میں تبدیلی پیدا کرتے ہیں' اس کی عملی زندگی میں' اس کی عملی سوچ میں تبدیلی پیدا کرتے ہیں۔ اس کے کردار میں' اس کی دوستی' دشمنی کے انداز میں تبدیلی پیدا کرتے ہیں۔

یعنی اسلام محض ایک مجموعہ عبادات یا چند رسومات کے مجموعے کا نام نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کی عبادات ہے اور یہ بندے کو اللہ کا بندہ بناتی ہے' انسان بناتی ہے اور عملی زندگی میں اس کا اظہار ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں دیکھتے ہیں کہ بنیادی طور پر مہاجرین ہیں۔ مکہ میں محدود چند ایسے بندے تھے جو عملی زندگی کے لوگ تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ' فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح کے لوگ گنتی کے تھے باقی اکثریت اہل مکہ میں ان صحابہ کی تھی جن کا اپنا کوئی زندگی کا نہ کام تھا' نہ رخ تھا' نہ مشن تھا۔ کچھ مزارعے تھے' کچھ غریب تھے' کچھ مزدور تھے' کچھ غلام تھے اور جن کی زندگیاں دوسروں کی محتاج تھیں ان کی زندگی محض صبح کو شام کرنا اور شام کو صبح کرنا تھی۔ کتنے ایسے تھے

جو باپ دادا سے غلام در غلام چلے آ رہے تھے۔ ان کی اپنی کوئی پسند و ناپسند کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جو مالک نے کہہ دیا کر دیا' جو اس نے کھلا دیا کھا لیا' جو اس نے پہنچا دیا پہن لیا۔ اللہ اللہ خیر صلا۔ مگر وہ لوگ جنہیں عملی زندگی سے کوئی سروکار نہ تھا جب نور ایمان سے ان کے سینے منور ہو گئے تو کفر کے لئے ایک ایک بندہ ناقابل تسخیر چٹان ثابت ہوا۔ یعنی وہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو جدی پشتی غلام تھا اس کی ساری اطاعت صرف اللہ کے لئے مختص ہو گئی اور اہل مکہ اپنے پورے مظالم توڑنے کے بعد تھک ہار کر بیٹھ رہے لیکن اس بندے کو شکست نہ دے سکے۔ یہ ہے نور ایمان اور یہ ہے اسلام۔

یہ ہمارے والا اسلام کہ مسجد میں آئے تو سجدہ کر لیا' کورٹ میں گئے رشوت دے لی' دفتر میں گئے تو مفت کی تنخواہ لے لی' خود کہیں گھومتے رہے تنخواہ کہیں اور لیتے رہے' پیسے لے لئے کام نہ کیا' کام کیا تو ساتھ رشوت لے لی' اسلام نہیں ہے۔ یہ زندگی ایسی ہے کہ ہم نے مسلمانی کا بہروپ بھر رکھا ہے' مسلمانی کی ایکٹنگ کر رہے ہیں۔ اللہ کریم ہے وہ اسی بہروپ کو قبول فرما کر ہمیں معاف کر دے' آخرت میں ہمیں بخش دے تو اس کی مرضی لیکن دنیا میں جو کچھ بہروپیوں کے ساتھ ہوتا ہے ہمارے ساتھ وہی ہو رہا ہے۔ آپ نے بہروپیوں کو دیکھا ہو گا بازار میں کہیں وہ پاگل کا روپ دھار کر' کہیں ڈاکٹر بن کر' کہیں کچھ اور بن کر آ جاتے ہیں۔ بہروپئے کے ساتھ کیا ہوتا ہے؟ کوئی جھڑک کر بھگا دیتا ہے۔ اگر کسی کا موڈ آف (مزاج بگڑا) ہو تو وہ کہتا ہے جاؤ دفع ہو جاؤ' یار تنگ نہیں کرو بھاگ جاؤ یہاں سے' کوئی خوش ہو جاتا ہے۔ وہ اسے آٹھ آنے' روپیہ دو روپے' پانچ روپے دے دیتا ہے اور بات ختم ہوئی۔ نہ اس کی ڈاکٹری سے کوئی استفادہ کرتا ہے (اگر وہ ڈاکٹر بنا ہوا ہے) اور اگر وہ کوئی بہت بڑا افسر بن کر آتا ہے تو اس کی افسری کو کوئی خاطر میں نہیں لاتا۔ وہ فقیر بنا ہوا ہے تو اس کی فقیری کو کوئی نہیں پوچھتا اس لئے کہ بندے کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ بہروپیا ہے اس نے دو وقت کی روٹی کھانے کے لئے یہ روپ دھار رکھا ہے۔ کہیں سے بے عزتی ہوئی' کہیں سے نکل دیا' کسی نے کچھ دے دیا و اس کا صبح و شام کا کھانا بن جاتا ہے۔

آج من حیث القوم۔ مسلمان قوم ایک بہروپئے کی زندگی جی رہی ہے۔ جس قوم کے پیدا ہونے اور مرنے پر بھی یہودیوں کا کنٹرول ہے اور جسے حکم ہے کہ اپنی وزارت بناؤ۔ تمہارے کتنے بچے پیدا ہوتے ہیں؟ کتنے ہونے چاہئیں اور اس سے زیادہ نہیں ہونے چاہئیں ورنہ تم یہودیوں کے سامنے جوابدہ ہو۔ کیا یہ قوم قومی زندگی جی رہی ہے اور ان حالات سے سمجھوتہ کر کے ہم جو لمبے سجدے کرتے ہیں اور جو لمبی اذانیں دیتے ہیں اس کے ساتھ صلوۃ والسلام بھی جمع کرتے ہیں کہ ہماری اذانیں کوئی سپیشل قسم کی ہیں' صحابہ کی سادہ سادہ تھیں وہ کام تھوڑا کرتے تھے ہماری اذانیں بھی سپیشل ہیں۔ ہم اسلام کے لئے بہت بڑا کام کر رہے ہیں۔ تو یہ سارا کیا مکر نہیں ہے؟ یہ سارا فریب نہیں ہے؟ اپنے آپ کو دھوکا دینے والی بات نہیں ہے؟ یہ سارا بہروپ نہیں جو ہم نے دھار رکھا ہے؟ اور کافر کبھی خوش ہوتا ہے اس پہ ہنستا ہے تو ہمیں روٹی کے دو لقمے زیادہ دے دیتا ہے' کبھی خفا بیٹھا ہوتا ہے تو ہمیں جھاڑ دیتا ہے' بھگا دیتا ہے۔

تو ذکر الٰہی اللہ کے ساتھ بندے کا ایک رشتہ پیدا کرتا ہے اور وہ بندہ اللہ کا بندہ بن جاتا ہے۔ اللہ کی نسبت سے اپنی عملی زندگی اور میدان عمل میں اللہ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے۔ اس کے علاوہ سب کچھ جھٹک دیتا ہے۔ اس کے علاوہ اسے موت بھی قبول ہوتی ہے لیکن وہ اس راستے سے نہیں ہٹتا۔ اور یہ یاد رکھئے کہ اگر یہ سب کچھ سچ نہ ہو' یہ اصل نہ ہو تو معیت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب نہیں ہوتی۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ نصیب نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ رہنے کے لئے اللہ نے حکم دے دیا ہے کہ کن لوگوں کے ساتھ آپ

باقی صفحہ نمبر ۴۴ پر

اصلاح معاشرہ

مولانا محمد اکرم اعوان

انسانی برداری میں سب سے عظیم اور سب سے بڑا کام جو ہوتا ہے وہ ہے اصلاح معاشرہ کا کام۔ انسانی بہتری کے بہت سے کام ہیں' بہت سے پہلو ہیں۔ غریبوں کی خبر گیری ایک بہت اچھا اور نیک کام ہے۔ راہ گیروں' مسافروں کے لئے وسائل و اسباب مہیا کرنا' ان کی حفاظت کے اسباب بنا دینا' رہائش کے کھانے پینے کے راستے میں رہنمائی کے وسائل اسباب مہیا کرنا بہت اچھا کام ہے۔ بیماروں کو علاج کی سہولتیں فراہم کرنا بہت اچھا کام ہے لیکن یہ وہ سارے کام ہیں جنہیں کر کے ہم انسان کی دنیوی' وقتی' لمحاتی زندگی میں اس کی مدد کر سکتے ہیں۔ ان کا دائرہ کار وقتی اور لمحاتی ہے۔ انسان کے لئے اس کی سب سے اہم اور بنیادی ضرورت یہ ہے کہ نظریاتی طور پر' ایمانیاتی طور پر' عقیدے کے طور پر اسے راہ ہدایت نصیب ہو۔ اسے صحت عقیدہ' صحت ایمان نصیب ہو۔ یہ کہہ دینا بظاہر آسان ہے۔ جب کہ غریبوں کے لئے فنڈز جمع کرنا اور ان کے علاج معالجے کا کام کرنا' مسافروں کے لئے کوئی پیسے جمع کرنا یا کسی خیراتی مدرسے کا اہتمام کرنا مشکل لگتا ہے لیکن یہ سارے کام دراصل آسان ہیں۔ اس لئے آسان ہیں کہ بیمار کا آپ معالجہ کریں گے تو بیمار کو خود اپنی بیماری سے جان چھڑانے کی فکر ہے' مسافر کی آپ مدد کرنا چاہیں گے تو وہ خود پریشان ہے' کسی سے راستہ پوچھنا چاہتا ہے کہ شام ہو رہی ہے وہ کہیں شب گزارنا چاہتا ہے' کسی بھوکے کو آپ کھانا دیں گے تو وہ بھوکا اس کھانے کا محتاج ہے وہ بھی آپ کے ساتھ تعاون کرے گا کہ آپ اس کی مدد کر رہے ہیں۔ لیکن جب کسی ایسے آدمی کو کہ جو غلط نظریات پہ جا رہا ہے' غلط آئیڈیالوجی اس نے اپنا رکھی ہے' اس کا عقیدہ غلط ہے اور آپ کی بھلائی اور بہتری کے لئے اسے صحیح کرنا چاہتے ہیں تو وہ پوری طرح سے (RESIST) ریزسٹ کرے گا' مقابلہ کرے گا اور یہ کہے گا کہ میں صحیح ہوں تم غلط ہو۔ یعنی سب سے مشکل ہے یہ کہ آپ کسی آدمی کو جو نظریاتی طور پر یا ایمانیاتی طور یا انیڈ یا لوجیکلی غلط سوچ رہا ہے اس کا عقیدہ غلط ہے یا غلط راستے پر جا رہا ہے' راہ راست دکھائیں۔ بیماری کیا کرے گی؟ زیادہ سے زیادہ بیمار مر جائے گا' موت صحت مند کو بھی آئے گی کہ موت ایک حتمی راستہ ہے جہاں سے ہمیں گزرنا ہے' بھوک اور افلاس بندے کو تنگ کرے گا' دق کرے گا اگر مسافر راستہ بھول جائے گا اور بھٹکتا پھرے گا تو کہیں نہ کہیں تو پہنچ ہی جائے گا۔ بھوک اور بیماری کا انجام ہے مر جائے گا تو انسان کو مرنا تو ہے ہی۔ لیکن اگر اس کا عقیدہ غلط ہوا تو وہ زندہ رہ کر بھی خود کو جہنم میں رکھے گا اور مر کر بھی تباہ ہو گا۔ اور اس اتنے بڑے کام میں مصیبت یہ ہے کہ جو اس کا محتاج ہے وہ خود تعاون نہیں کرتا بلکہ اپنے اس غلط نظریے پہ

ریزسٹ کرتا ہے' اس پہ جم جاتا ہے' مقابلہ کرتا ہے' یہ منوانا چاہتا ہے کہ میں صحیح ہوں۔

اس مسئلے کے حل کے لئے طریق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم (مصلحین کے لئے وہ راستہ جو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا ہے جو تمام انبیاء علیہم السلام کا ہے) بڑا سادہ' صحیح اور سیدھا ہے سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ارشاد ہوتا ہے' اللہ کریم فرماتے ہیں کہ بندوں سے کہہ دیجئے۔

و امرت ان اکون من المسلمین ۝ اللہ کریم کا سب سے پہلا حکم خود میرے لئے ہیں (نبی علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں۔ قرآن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے حکایتا" بیان کر رہا ہے) مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں من و عن ان احکام (احکام الٰہی) کو مان کر چلوں۔ میرے پاس انہیں نہ ماننے یا ان پر عمل نہ کرنے کی کوئی گنجائش اور کوئی رو رعایت نہیں ہے۔ مجھے بہرحال ان احکام کو ماننا ہے۔ **و امرت**۔ مجھے حکم دیا گیا ہے **ان اکون من المسلمین**۔ کہ میں تسلیم کرنے والوں میں شامل ہو جاؤں' میں مان کر چلوں۔ یعنی جو بندہ یہ عظیم کام کرنا چاہتا ہے' جو انسانیت کو کفر و ضلالت سے بچانا چاہتا ہے' جو انسانوں کی سب سے بڑی خدمت کرنا چاہتا ہے' اس کے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے وہ خود اسلام پر عمل پیرا ہو جائے' اپنے آپ پر اسلام نافذ کر لے' خود اتباع شریعت کو اپنا شعار بنا لے۔ یہ سب سے پہلا کام سب سے زیادہ ضروری کام ہے۔ **ان اکون من المسلمین**۔ کہ میں خود پہلے ماننے والوں میں سے بن جاؤں۔ ایک بات' دوسری بنیادی بات جو آیۃ کریمہ کے حوالے سے میں عرض کرنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ بیمار کی ہم مدد کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ میں نے کتنے بھوکوں کو کھانا کھلایا؟ کتنے پیاسوں کے لئے پانی کا انتظام کیا؟ میں نے کتنے لوگوں کو راستہ بھٹکنے سے بچایا؟ لیکن یہاں کوانٹیٹی اور تعداد نہیں چاہیے کہ کتنے لوگوں کو آپ کی وجہ سے ہدایت ہو گئی۔ فرمایا یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے یہاں کوانٹیٹی نہیں چاہیے' یہاں کوالٹی چاہیے کہ کس خلوص سے آپ نے اسلام کو اپنے اوپر لاگو کیا اور کس خلوص سے اسے دوسرے تک پہنچایا۔ آپ نے پہنچا دیا' آپ کا کام ختم ہو گیا' آپ کا کام پورا ہو گیا۔

فرمایا میرے لئے دو حکم ہیں۔ ایک یہ کہ اپنے اوپر اسلام نافذ کروں دوسرا **ان اتلوا القران**۔ کہ میں اللہ کا قرآن لوگوں کو پڑھ کر سناؤں' میں تم تک اللہ کا پیغام پہنچاؤں' آپ تک اللہ کی بات پہنچاؤں' صحت عقیدہ' صحت ایمان' صحت عمل کی بات لوگوں تک پہنچاؤں۔ یعنی دو کام ہیں جو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے ذمے ہوتے ہیں ایک احکام الٰہی پر وہ خود پورے انہماک سے عمل پیرا ہوتے ہیں دوسرا یہ کہ وہ اپنی بات منوانا نہیں چاہتے' محض اپنی لیڈر شپ نہیں بنانا چاہتے یہ نہیں سوچتے کہ جو میں نے کہہ دیا وہ ہونا چاہیے۔ نہیں۔ بلکہ انبیاء علیہم السلام کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ کا ارشاد اللہ کے بندوں تک پہنچایا جائے۔

ان اتلو القران۔ کہ اللہ کی کتاب میں لوگوں کو پڑھ کر سناؤں۔ اس کے بعد **فمن اھتدی فانما یھتدی لنفسہ**۔ اگر کوئی اس پیغام کو قبول کرتا ہے تو وہ اپنے فائدے کے لئے' اپنی ذات کے لئے' اپنے وجود اور اپنی بہتری اور اپنی بھلائی کے لئے قبول کرتا ہے۔ قبول کرنے والے کا احسان اللہ پر' اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر' اللہ کے دین پر نہیں ہے۔ اس نے اپنی بہتری کے لئے قبول کیا۔

و من ضل۔ اور اگر کوئی انکار کر دیتا ہے' گمراہ رہتا ہے' قبول نہیں کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ تمہارے نہ ماننے سے میرا کچھ نہیں بگڑتا' تمہارے ماننے یا نہ ماننے کا تعلق تمہارے پروردگار کے ساتھ ہے' تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان ہے۔ **انما انا من المنذرین**۔ میرا منصب یہ ہے کہ میں برے عمل اور برے عقیدے کے جو نتائج دیکھ رہا ہوں ان خطرات سے تمہیں آگاہ کر دوں۔ یہ میرا فریضہ ہے۔ اور فرمایا انہیں یہ بھی کہہ دیجئے۔

و قل اور فرما دیجئے **الحمد للہ** ہر طرح کے

کمال صرف اللہ کے لئے ہیں۔ بندے الجھ جاتے ہیں اپنے ذاتی کمالات کے گھمنڈ میں، فخر میں، کسی کو اپنے پیسے پہ ناز ہوتا ہے، کسی کو اپنی طاقت پر ناز ہوتا ہے، کسی کو اپنے عہدے پر ناز ہوتا ہے، کسی کو اپنے علم پر ناز ہوتا ہے، کسی کو اپنی عبادت اور تقویٰ اور اپنی پارسائی پہ ناز ہوتا ہے۔ فرمایا یہ سب جھوٹ ہے بندے کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ بندہ بہرحال محتاج ہے اور ساری تعریفیں صرف اللہ کو سزاوار ہیں۔ وہی ایک واحد ذات ہے جس کا سب کچھ اپنا ہے۔ بندے کے پاس اگر طاقت ہے تو اللہ کی دی ہوئی ہے، دولت ہے تو اس کی عطا کردہ ہے، صحت ہے تو اس کی بخشی ہوئی ہے۔ اگر عبادت اور نیکی اور ورع تقویٰ ہے تو اس کی دی ہوئی توفیق ہے۔ اس کا اپنا پھر بھی کچھ نہیں۔ کوئی سرمایہ بندے کے پاس نہیں جس پر وہ اکڑ سکے اس لئے کہ اس کا اپنا کچھ ہے ہی نہیں اس کے پاس کسی چیز کی گارنٹی نہیں ہے کہ جو طاقت، جو سرمایہ، جو صحت، جو عہدہ اس لمحے اس کے پاس ہے وہ دوسرے لمحے بھی اسی کے پاس ہو گا۔ کسی کے پاس کوئی گارنٹی نہیں۔ حتیٰ کہ خود اپنی بقا، اپنی حیات، اپنی زندگی کی گارنٹی نہیں ہے کہ ایک لمحے ایک بندہ سلطان ہوتا ہے اور دوسرے لمحے وہ ایک مردہ لاش ہوتی ہے۔ ایک لمحے ایک بندہ دولت مند کروڑ پتی سیٹھ ہوتا ہے اور دوسرے لمحے وہ دعاؤں کا محتاج ایک جنازہ جا رہا ہے کہ کوئی اسے اٹھائے، کوئی اس پر رحم کر کے، اس کے لئے دعا کر دے۔ ایک لمحے ایک سلطنت کا مالک ہوتا ہے دوسرے لمحے اسے اپنے ملک میں دفن کرنے کی جگہ کوئی نہیں دیتا۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ بڑے بڑے شہنشاہ جب مر گئے تو نہ اپنے ملک میں کسی نے قبر کی جگہ دی اور نہ دنیا کا کوئی ملک اس بات پہ آمادہ تھا کہ ہمارے ملک میں اس کی قبر ہی بنا دی جائے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ ایک لمحے میں ایک بندہ شہنشاہ ہو اور دوسرے لمحے اسے قبر کی جگہ کی احتیاج پڑ جائے اور کوئی قبر کی جگہ نہ دے۔ پھر بندے کے پاس کیا ہے؟ فرمایا کچھ نہیں۔ انہیں کہہ دیجئے کہ فضول ہے اکڑنا، فضول ہے

فخر کرنا، فضول ہے گننی اور شمار کرنا۔ اس لئے کہ سارے کمالات محض اللہ کے ہیں۔ اور یہ بھی یاد رکھو۔ جو لوگ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات یا اللہ کی دعوت پہ توجہ نہیں دیتے فرمایا وہ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں کہ حق کیا ہے؟ اور باطل کیا ہے؟

سیریکم اٰیتہٖ فتعرفونھا۔ وہ ایسے دلائل تمہارے سامنے لائے گا کہ تم خود پہچان جاؤ گے کہ جناب بات تو بگڑ گئی، مجھ سے غلطی ہو گئی، میں نے صحیح نہیں سوچا میں نے صحیح نہیں کیا۔ اور یہ یاد رکھو۔

و ما ربک بغافل عما تعلمون۔ اگر تم برائی کرتے ہو، کوتاہی کرتے ہو، غلطی کرتے ہو اور اس پہ گرفت نہیں ہو رہی تو یہ نہ سمجھو کہ تمہیں دیکھ کوئی نہیں رہا۔ یہ بھی اس کا کرم ہے کہ درگزر کرتا جا رہا ہے ورنہ **و ما ربک بغافل عما تعملون** ۔ تمہارے کسی بھی عمل سے اللہ غافل نہیں ہے۔ کوئی عمل ایسا نہیں ہے کہ علم الٰہی میں نہ ہو، جو وہ دیکھ نہ رہا ہو، جسے وہ جانتا نہ ہو۔ اگر درگزر فرماتا ہے تو یہ بھی اس کا احسان ہے۔ تو حضرات گرامی! ادھر لیڈر شپ نہیں ہے ادھر فرعونیت، فرعونی شان اور فرعونی حکومت نہیں ہے بلکہ مصلح اور داعی بھی ان بندوں میں سے اللہ کا ایک بندہ اور اس پر محض اللہ کا یہ احسان ہے کہ اسے اللہ نے یہ توفیق دے دی کہ وہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو حاصل کرتا ہے، اپناتا ہے، ان پر خلوص سے عمل کرتا ہے اور پھر ان کو دوسرے انسانوں تک پہنچاتا ہے۔ یہ ہے وہ عظیم کام جس کے اجراء کے لئے، جس کام کو باقی رکھنے کے لئے باقی سب چیزوں کی ضرورت ہے۔ یہ باقی سارے وسائل اور لوازمات ہیں۔ دولت، عہدہ، رتبہ، طاقت، جوانی، شان، مطالعہ، لٹریچر یہ سارے ذرائع ہیں، وسائل ہیں اور ان وسائل کا حاصل یہ ہے کہ یہ وسائل ہمیں حاصل ہوں تو اللہ کے احکام پر زیادہ تندہی سے عمل بھی کیا جا سکے اور وہ دوسروں تک پہنچائے بھی جا سکیں۔ لیکن اگر وسائل ہونے کے باوجود کسی نے

احکام الٰہی کو اپنانا نہیں ہے یا انہیں آگے پہنچانا نہیں ہے تو وہ بجائے خود ایک بہت بڑا جرم کر رہا ہے۔ ہم زندگی بھر وسائل اور ذرائع تلاش کرتے رہتے ہیں اور وہ کبھی پورے نہیں ہوتے ہمارا سب سے پہلا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارے پاس فرصت نہیں ہوتی۔ گھر کے کاموں میں' ملازمت میں' جاب میں' صحت و بیماری میں' دوسری بہت سی مصروفیات میں ہمارے پاس وقت نہیں بچتا کہ ہم دین سیکھ سکیں یا دین پر عمل کرنے کے لئے کوئی مجاہدہ یا ذکر اذکار یا محنت کریں یا دین کی بات آگے پہنچائیں۔ تو یہ فرمایئے کہ وقت بچا کر (کہ جب وقت بچ گیا تو کر لیں گے) تو وہ کام کیا جاتا ہے جو زائد از ضرورت ہوتا ہے۔ جس کام کی (PRIORITY) پریارٹی یہ رکھی جائے کہ اگر میرے پاس وقت بچ گیا تو اسے کر لوں گا وہ کام ضروری نہیں ہوتا' وہ زائد از ضرورت ہوتا ہے۔ جیسے لوگوں کے پاس جب فالتو وقت ہوتا ہے تو وہ تاش کھیلتے ہیں' فالتو وقت ہوتا ہے تو کہتے ہیں چلو تھوڑی دیر ہوٹل پر بیٹھ کر گپ لگا کر یہ دو گھنٹے چار گھنٹے گزار آئیں۔ کتنے لوگ ہیں ایسے جن کے پاس وقت گزارنے کے لئے کوئی بہانہ نہیں ہوتا وہ تلاش کرتے ہیں کہ کسی چوپال پہ جا کر بیٹھیں' کسی گلی کے موڑ پہ بیٹھ کر گپ لگائیں' کہیں تاش کھیلنے چلے جائیں' کہیں کوئی میلہ ٹھیلہ ہو رہا ہے وہاں سے ہو آئیں اس لئے کہ ان کے پاس کوئی مقصد نہیں ہوتا جس کے لئے وہ فارغ وقت صرف کریں۔

تو اگر دین سیکھنے کے لئے یا دین سکھانے کے لئے ہم یہ سوچیں کہ میرے پاس فرصت نہیں ہے تو یہ سوچنا ہو گا کہ اس بندے نے دین کو بھی زائد از ضرورت کام سمجھا' فارغ وقت کا کام سمجھا۔ حالانکہ بنیادی کام یہ ہے کہ آدمی اپنے وجود پر نافذ کرنے کے لئے دین سیکھے اور یہ یاد رکھیں فرائض کا سیکھنا فرض ہے' واجبات کا سیکھنا واجب ہے' سنن کا سیکھنا مسنون ہے' وسیع علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری نہیں ہے۔ اس کی ضرورت نہیں کہ وہ فارغ التحصیل عالم ہو لیکن روزمرہ کے امور اور فرائض و واجبات پر کیسے عمل ہو گا؟ اس کا سیکھنا فرض و واجب ہے۔ جس بات پر عمل کرنا فرض ہے اس کا جاننا بھی فرض ہے' جس پر عمل واجب ہے اس کا جاننا بھی واجب ہے کہ جانے گا نہیں تو اس واجب پر عمل کیسے کرے گا؟ جانے گا نہیں تو فرض پر عمل کیسے کرے گا؟ اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم زندگی بھر فرائض کے بارے میں معلومات حاصل نہیں کرتے اور اس انتظار میں رہتے ہیں کہ فرصت ہو گی تو کر لیں گے اور فرصت زندگی نہیں دیتی۔ جب تک بندہ زندہ ہوتا ہے اسے فرصت نہیں ملتی بلکہ خرافات بھی اس کے پروگرام میں شامل ہو جاتی ہیں۔ جنہیں ہم فارغ سمجھتے ہیں نا کہ یہ وقت ضائع کر رہے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا چوپال پر بیٹھنا بھی بڑا ضروری ہے۔ یعنی وہ مصروفیات اپنی اہمیت پیدا کر لیتی ہیں۔ وہ بندہ سمجھنے لگ جاتا ہے کہ میرے لئے دو گھنٹے چوپال میں بیٹھنا بڑا ضروری ہے۔

تو حضرات گرامی! یہ فارغ وقت کا کام نہیں ہے بلکہ یہ اصل کام ہے کہ ہم بنیادی اہمیت اس کام کو دیں کہ سب سے پہلے ہم اپنے عقیدے کے بارے مطمئن ہو جائیں کہ میرا عقیدہ وہی ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا۔ اور یاد رکھیں یہ اتنا ضروری ہے کہ ہمارے فقہاء کرام نے تشریح فرمائی ہے کہ بچے کو جب آپ اللہ کا تصور دیتے ہیں تو اسے یہ تصور دیں کہ میں اس اللہ کو مانتا ہوں اور ویسا مانتا ہوں جس اللہ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ نے' جو مکہ میں پیدا ہوئے اور جنہوں نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی اور جو اللہ کے رسول ہیں انہوں نے جس اللہ کو جیسا منوایا اسی اللہ کو میں ویسا مانتا ہوں۔ ورنہ ایک آخری بہت بڑی طاقت کا تصور ہر باطل مذہب میں بھی ہے۔ ہر باطل فرقہ بھی بالآخر مجبور ہے کہ اللہ کو مانے۔ وہ مانتے اپنے انداز سے ہیں لیکن انہیں ماننا پڑتا ہے۔ سوشلسٹ یا نیشنلسٹ جو ہیں وہ زمانہ نام رکھ لیتے ہیں لیکن زمانہ بجائے خود تو کچھ نہیں ہے نا۔ نیچر (Nature) بجائے خود تو کچھ نہیں ہے نا۔ کبھی وہ اس کا نام نیچر رکھ لیتے ہیں' کبھی زمانہ

رکھ لیتے ہیں۔ تو وہ زمانہ یا نیچر سے ان کی مراد وہی طاقت ہوتی ہے جو زمانے میں یا فطرت میں تبدیلیاں پیدا کرتی ہے۔ گویا انہوں نے اللہ کو تو اللہ ماننے سے انکار کر دیا لیکن اللہ ہی کو نیچر کہہ کر مان لیا۔ ایک طاقت تو مان لی نا جو یہ سب کچھ کرتی ہے۔ اسی طرح ہندو مت میں بے شمار دیوی دیوتا ماننے کے بعد آخر میں ایک مہادیو ماننا پڑا ورنہ تو تسلسل لازم آتا ہے کہ اس کو کس نے بنایا؟ اس کو کس نے‘ اس نے اس کو‘ کس نے اس کو تخلیق کیا؟ اور پھر آخر میں آپ کو کوئی ایسی ہستی ماننی پڑتی ہے جو صرف بنانے والی ہے‘ اسے بنایا کسی نے نہیں۔ وہ خود اپنی ذات میں موجود ہے۔ تو اس طرح تو ایک سپر پاور کو سب نے مانا۔ تو پتہ نہیں آپ کا ماننا نیچریوں کے ساتھ ملتا ہے‘ سوشلسٹوں کے ساتھ ملتا ہے‘ دہریوں کے ساتھ ملتا ہے‘ جین مت کے ساتھ ملتا ہے‘ سکھ مت کے ساتھ ملتا ہے‘ بدھ مت کے ساتھ ملتا ہے یا عیسائی اور یہود جسے مانتے ہیں ان کے ساتھ ملتا ہے؟ فقہا لکھتے ہیں کہ یہ تعین کر کے مانو اور بچے کو یہ ازبر کرایا جائے کہ میں اس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے‘ جو حضرت عبداللہ کے بیٹے تھے‘ مکہ میں پیدا ہوئے‘ مدینہ ہجرت فرمائی۔ جس رب کو جس طرح مانتے تھے میں اس رب کو ویسا ہی مانتا ہوں۔

تو بنیادی بات یہ ہے کہ ہم اللہ کو ویسا تو مانیں جیسا وہ ہے۔ اگر کسی شخص کو یہ نعمت نصیب ہو جائے تو اس کے سارے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ یہ اتنے مزے کی بات ہے کہ ہم سب مطمئن ہیں اپنی جگہ کہ ہم اسے ویسا ہی مانتے ہیں لیکن اگر آپ میری بات سنیں تو مجھے اللہ کو ویسا ماننے کے لئے ساٹھ سال لگانے پڑے۔ اگر ساٹھ سال بعد جا کر سمجھ آئی کہ اللہ کیا ہے؟ اور ابھی بھی شاید میری سمجھ ناپختہ ہو۔ یہ مذاق اور آسان بات نہیں ہے کہ اللہ کو مان لیا جائے اور جب اللہ کو ایسا مان لیا جائے جیسا وہ ہے بہارے مسئلے ہی ختم جاتے ہیں۔ اس لئے کہ پھر بندے کے ذمے صرف دو کام رہ جاتے ہیں ایک یہ کہ اپنی زندگی میں رزق بھی کمائے‘ محنت بھی کرے‘ ملازمت بھی کرے لیکن اس لئے نہیں کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ نوکری سے رزق ملے گا‘ میری دکان سے رزق آئے گا‘ نہیں! اس لئے کہ اللہ نے مجھے زمانے میں کام کرنے کے لئے ہاتھ‘ پاؤں اور عقل‘ اور شعور دیا ہے رزق کہاں سے آئے گا؟ یہ اس کا کام ہے۔ اس وقت دکانداری‘ دکانداری نہیں رہتی۔ اس وقت دکانداری نماز سے بڑی عبادت بن جاتی ہے۔ اس وقت مزدوری‘ مزدوری نہیں رہتی وہ اللہ کی عبادت قرار پاتی ہے۔ ایسے بندے کی ملازمت‘ ملازمت نہیں رہتی وہ اللہ کی عبادت قرار پاتی ہے۔ اس لئے کہ وہ کام اس لئے نہیں کر رہا کہ میں ملازم ہوں۔ اسے پتہ کہ روزی تو اللہ نے دینی ہے میرے ذمے اس نے لگایا ہے کہ میں حصول رزق کے جائز اور حلال وسائل اختیار کروں اور دیانت داری سے محنت کروں۔ تو وہ اللہ کی اطاعت کے لئے وہ کام کر رہا ہے اب اس پر اسے کتنا رزق ملے گا؟ یہ اس کی مرضی۔ کتنے لوگوں کو وہ کروڑوں روپے کا سرمایہ دے دیتا ہے اور انہیں کھانا نصیب نہیں ہوتا اور وہ سرمائے کو سنبھالتے سنبھالتے مرجاتے ہیں اور بعد والے آکر عیش کرتے ہیں۔ کتنے لوگوں کو ایسے مرض لگا دیتا ہے کہ ان کے پاس بے شمار نعمتیں پڑی ہیں لیکن وہ کھا نہیں سکتا۔ اس کا مطلب ہے کہ رزق کتنا؟ کیسا؟ کب نصیب ہو گا؟ یہ اس کا کام ہے۔

ہم اپنے آپ کو دوسروں پر مسلط کرنے‘ منوانے کے شوق میں عمریں ضائع کر دیتے ہیں کہ لوگ سمجھیں یہ بڑا بہادر ہے‘ بڑا آدمی ہے لیکن لوگ مان کر نہیں دیتے۔ کوئی فوت ہو جائے تو ہم اس پہ اتنے تکلفات کرتے ہیں اور لوگوں کی دعوتیں کرتے ہیں‘ شادی ہو تو بے شمار ادھار لے کر کرتے ہیں یہ ساری محنتیں کیوں کی جاتی ہیں؟ اور یہ ساری نمائش کیوں ہوتی ہے؟ اپنے آپ کو منوانے کے لئے۔ حالانکہ بندے کو کوئی نہیں مانتا۔ لیکن اگر ہم یہ مان لیں کہ یہ عظمتیں ساری اللہ کے لئے ہیں تو ان سارے تکلفات سے جان چھوٹ جاتی ہے اور آدمی اس سطح پر آجاتا ہے جو

ضروری اور مناسب ہے۔ اسی طرح صحت و بیماری کے مسائل، دوستی دشمنی کے مسائل، انقلابات زمانہ کے مسائل، لوگوں کا ڈر، خوف اور دہشت، نقصان کا اندیشہ اور اندیشہ سود و زیاں یہ ساری باتیں ایک آن میں حل ہو جاتی ہیں، جب بندہ رب کو پہچان لیتا ہے اور اس کو ویسا مان لیتا ہے جیسا وہ ہے۔ اور یاد رکھیں یہی سب سے مشکل کام ہے کہ اللہ کو ویسا مانا جائے جیسا وہ ہے۔ ہم مانتے ہیں، جیسا ہمارا اپنا مزاج، اپنا ذہن منواتا ہے ویسا ہم مانتے ہیں۔ لیکن ماننا یہ ہے، کہ ویسا مانا جائے جیسا وہ ہے۔ اس ماننے کے لئے ساری محنت ہے، سارا مجاہدہ ہے، سارے ذکر و اذکار ہیں سارے مراقبات ہیں، ساری غذا صالح، حلال، طیب، صحبت نیک، ساری تعلیم ساری تلاوت، ساری عبادت، سارے سجدے، سارے حج اور ساری زکوتیں، سارے روزے اور نمازیں صرف اس ایک کام کے لئے ہیں کہ یہ پتہ چل جائے کہ رب کو ایسا مانے جیسا وہ ہے۔ کیا ضرورت ہے اسلامی ریاست بنانے کی؟ کیا ضرورت ہے اسلامی انصاف لوگوں کو مہیا کرنے کی؟ کیا ضرورت ہے اسلامی قانون کو نافذ کرنے کی؟ کیوں؟ اس لئے کہ بندوں پر حکومت سجتی ہی رب العلمین کو ہے۔ بندے سارے بندے ہیں۔ بندوں کو بندہ بن کر رہنا چاہئے۔ بندہ حاکم ہو ہی نہیں سکتا۔ لفظ حاکم سجتا ہی اللہ جل شانہ کو ہے۔

حکمران ہے اک وہی باقی بتان آذری
باقی سب آذر کے بنائے ہوئے بت ہیں۔

حاکم صرف وہ ایک ہے کہ جو اپنی ذات سے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ جو دوسرے کے حکم کا محتاج ہے وہ حاکم کیسے ہو سکتا ہے؟ بندہ تو پیدا ہونے میں محتاج، بننے میں محتاج، زندہ رہنے میں محتاج، کھانے پینے میں محتاج، سونے جاگنے میں محتاج، مرنے میں محتاج، بننے بگڑنے میں محتاج ہے۔ محتاج کو حکومت سزاوار کب ہے؟ تو بندے جب حاکم بننا شروع ہو جاتے ہیں تو فساد ہوتا ہے۔ بندے جب رازق بنتے ہیں، رزق کے وسائل پہ قبضہ جما لیتے ہیں تو انسانیت کے لئے تباہی اور بربادی کے اسباب پیدا ہوتے ہیں۔ بندے جب علمی خیانت کرتے ہیں اور بددیانتیاں کرتے ہیں اور علم میں اپنی رائے کی آمیزش کرتے ہیں تو لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں۔ بندے کو بندگی سزاوار ہے اور حکومت اللہ کو سزاوار ہے۔ ہر مومن جو اللہ کو پہچان لے جیسا وہ ہے تو اس کی باقی زندگی اسی بات پہ لگ جاتی ہے کہ اللہ کو اللہ کے دوسرے بندے بھی پہچان لیں۔ نصاب تعلیم ایسا ہو، نظام ایسا ہو، آئین ایسا ہو، قانون ایسا ہو، نظام معاش ایسا ہو، معیشت ایسی ہو یہ ساری چیزیں ایسی ہوں کہ جو ذات باری پر جا کر منتہی ہوتی ہوں، جو اللہ کی طرف بندے کو لے کر جاتی ہوں، جو اللہ کا دروازہ دکھاتی ہوں، جو اللہ کی عظمت سے آشنا کرتی ہوں۔ کسی کو سزا ملے تو اسے یہ احساس ہو کہ یہ سزا مجھے اللہ نے دی ہے اور کسی کو اعزاز ملے تو اسے یہ خبر ہو کہ یہ اعزاز مجھے اللہ نے دیا ہے، کسی کو معاشی سہولت ملے تو اسے یہ احساس ہو کہ یہ نعمت اللہ نے دی ہے۔ بندے بندوں کے محتاج نہ رہیں، بندوں پر بندوں کی خدائی نہ رہے۔ یہ وہ مشن ہے، یہ وہ عظیم کام ہے جو انبیاء و رسل علیہم السلام کا ہے اور جسے کرنے کا ہر مسلمان مکلف ہے۔ جس کے لئے ساری محنتیں، سارے مجاہدے، ساری کوششیں، ساری تقریریں، ساری مزدوریاں، ساری عبادتیں مختص ہیں۔ وہ صرف یہ ایک کام ہے کہ سب سے پہلے ہم اللہ کی عظمت کو پہچانیں اپنے آپ کو بندہ ثابت کریں۔ اللہ کا بندہ، اس کا محکوم، اس کا غلام، اس نے ہمیں اختیار دیا ہے ہم اپنا یہ اختیار اس کے دروازے پہ ڈھیر کر دیں۔ جو اختیار رب العلمین نے ہمیں دیا ہے یہ اختیار اٹھا کر ہم اس کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈھیر کر دیں کہ یہ ہمیں ملا تھا، ہمارے پاس یہی سرمایہ تھا اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پہ نثار ہے۔ یہ ہے اسلام! اور جو نعمت، جو علم، جو دلیل، جو عبادت ہمیں اس مقام پر لائی ہے اسے دوسروں میں عام کریں، دوسروں تک پہنچائیں۔ خود کو دوسروں پر مسلط نہ کریں بلکہ دوسروں کو دوسروں کے تسلط سے بھی آزاد کریں اور بندے سارے بندے ہوں اور مالک ان کا الہ العلمین ہو ان کا قائد، پیر

لیڈر، مفتی عالم، امام صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہو۔ فتوی وہ جو حضور اکرم نے ارشاد فرمایا۔ امامت و قیادت وہ جو حضور مہیا فرمائی۔

باقی سب خادم ہیں، سب بندے ہیں، سب کو صرف بندگی سزاوار ہے۔ حکومت اللہ کو سزاوار ہے اور نیابت و خلافت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سزاوار ہے۔ باقی ہم سب انسان اور بندے ہیں ہمیں صرف بندگی سزاوار ہے۔ اگر کسی کو اس نے اتنا علم دے دیا ہے کہ وہ استاد ہے تو وہ خلوص سے اپنا کام کرے، کسی کو اس نے طالب علم بنا دیا تو وہ خلوص سے اپنا کام کرے، کسی کو اس نے مزدوری کی ہمت دے دی تو وہ خلوص سے، دیانت داری سے مزدوری کرے، کسی کو مزدوری کرانے کے قابل بنا دیا تو وہ دیانت داری سے وہاں بیٹھے اور یہ سمجھے کہ سب اس کا ہے مجھے اس نے اس جگہ پر خدمت کرنے کی توفیق دی ہے۔ میں یہاں بیٹھا اللہ کا کام کر رہا ہوں۔ تب جا کر آپ کو اسلامی معاشرے کی جھلک نصیب ہو گی۔ ہم سب پر بنیادی طور پر یہ واجب ہے کہ ہم **ان اکون من المسلمین**۔ سب سے پہلے ثابت کریں کہ میں قبول کرنے والوں میں سے ہوں، ماننے والوں میں سے ہوں، تسلیم کرنے والوں میں سے ہوں، میں مسلمان ہوں اور دوسرا یہ۔ **ان اتلوا القرآن**۔ اپنی باتیں نہیں اللہ کی باتیں اللہ کے بندوں تک پہنچائیں۔ یہ دو کام ہیں کرنے کے۔ نتائج اس کے دست قدرت میں ہیں۔ وہ جسے چاہے ہدایت دے دے اور جس سے وہ خفا ہو جائے، جس کو وہ ہدایت نہ دینا چاہے تو میں آپ یا دوسرا اس کے کسی کام نہیں آ سکتا۔

سو میرے بھائی! سب سے پہلی کوشش اپنے آپ سے، اپنی ذات سے، اپنے وجود سے شروع کیجئے۔ اپنے عزیزوں سے سب سے بڑی عزیز داری یہ ہے کہ انہیں دین سکھائیے۔ اپنے بچوں پر سب سے بڑی شفقت یہ ہے کہ انہیں اللہ کی معرفت دیجئے۔ اپنے دوستوں کے ساتھ سب سے بڑی دوستی یہ ہے کہ انہیں دین کی طرف راغب کیجئے۔

اللہ کریم ہماری کوتاہیوں، کمزوریوں سے درگزر فرمائے۔ ہمیں صحیح، کھرا، سچا مسلمان مجاہد، غازی بنائے۔ شہادتیں نصیب کرے۔ ہماری ادنی حقیر کوششیں قبول فرمائے۔ اللہ اس ملک کو ہمیشہ قائم رکھے۔ اور اس پر دین برحق کی حکومت قائم فرمائے۔ اسلامی ریاست قائم فرمائے۔ اللہ کی حکومت ہو، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت ہو اور ہم سب اس سے مستفید ہو سکیں۔

بقیہ: ذکرِ قلبی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رہنا ہے اور ضرور ہر حال میں رہنا ہے۔ اللہ نے فرمایا۔

واصبر۔ اپنے آپ کو روک کر رکھئے ان لوگوں کے ساتھ **واصبر نفسک**۔ اپنی ذات ستودہ صفات کو روک کر رکھئے ایسے لوگوں کے ساتھ۔

الذین یدعون ربھم بالغدوۃ والعشی۔ جو رات دن صبح شام اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اس کی رضامندی کے حصول کے لئے خواہ دنیا بھر کا کوئی نقصان بھی سامنے آ جائے۔ ان کا ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں چھوڑیئے گا۔ ان کی طرف سے نگاہ مبارک نہیں پھیریئے گا اور دوسری طرف وہ لوگ جن کے دلوں کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا۔ **ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا**۔ ان کی بات کو پرکاہ وقعت نہ دیجئے اس لئے کہ جب ان کے دل ہم نے اپنی یاد سے روک دیئے۔

واتبع ھواہ۔ تو وہ خواہشات کے پیروکار بن گئے۔

وکان امرہ فرطا۔ اور اس کا کام حد سے گزر گیا، اس کی بات بگڑ گئی، اس کا کردار مسخ ہو گیا۔

اللہ کریم ہماری خطاؤں سے درگزر فرمائے اور اپنی یاد کی توفیق ارزاں فرمائے اور عملی زندگی میں اتباع آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب فرمائے۔

مولانا محمد اکرم اعوان

دینِ ابراہیمی

نبی علیہ الصلوۃ والسلام پر سورۃ الشعراء میں بہت سی گزشتہ اقوام کے واقعات اللہ نے نازل فرمائے اور ساتھ حکم دیا کہ اپنے زمانے کے لوگوں کو یہ واقعات سنایئے۔ اس لئے کہ ان میں عبرت ہے۔ ان سے پہلے انبیاء علیھم السلام مبعوث ہوئے ان کی قوموں نے کیا سلوک کیا اور اس کا کیا نتیجہ ہوا۔ تو اس میں متعدد انبیاء و رسل علیھم السلام کا ذکر آتا ہے۔ ان آیات میں ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے۔ اس لئے کہ عموماً" مشرکین عرب اپنے آپ کو دین ابراہیمی پہ بتاتے تھے۔ انہوں نے دین مسخ کر لیا تھا۔ بتوں کی پوجا ہوتی تھی، شرک تھا، کہانت تھی، فسق و فجور تھا اس کے باوجود کچھ باتیں ان کے پاس دین ابراہیمی کی بھی تھیں۔ بچوں کا ختنہ کرتے تھے، مونچھوں کو درمیان سے کٹاتے تھے۔ یہ سنت ابراہیمی تھی۔ اپنے طور پر بیت اللہ کا احترام کرتے تھے۔ بیت اللہ میں بت رکھ کر ان کی پوجا کرتے، ننگے ہو کر طواف کرتے، سیٹیاں بجاتے، اچھل کود کرتے اور انہوں نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ یہ دین ابراہیمی ہے تو رب نے اس کا جواب ارشاد فرمایا اس میں دو باتیں قابل غور ہیں۔

پہلی بات کہ اسلام باطل سے سمجھوتے کا نام نہیں ہے جب بھی آپ اسلام کی بات کریں گے تو اس کا معنی یہ ہو گا کہ آپ پوری دنیائے کفر سے ٹکر لے رہے ہیں۔ عقیدے کے اعتبار سے، ایمان کے اعتبار سے آپ سمجھوتہ نہیں کر سکیں گے۔ سمجھوتے سے میری مراد یہ نہیں ہے کہ کسی کے ساتھ تجارت نہ کی جائے یا کسی سے خرید و فروخت نہ کی جائے، سمجھوتے سے میری مراد نظریات کا اور عقائد کا سمجھوتہ ہے۔ ابراہیم علیہ السلام جب مبعوث ہوئے۔ خود ان کے والد بت خانے کے انچارج تھے بت بناتے تھے، بتوں کی دیکھ بھال پہ متعین تھے۔ تو انہوں نے سب سے پہلے اپنے والد ہی سے کہا پھر پوری قوم سے کہا۔ **ما تعبدون**۔ ما بے جان کے لئے آتا ہے یہ کس چیز کی عبادت کر رہے ہو، تم کس، بے جان پتھر کو پوج رہے ہو۔ جس میں خود اپنا شعور نہیں جاندار کے لئے من آتا ہے۔

قالوا نعبد اصناما۔ انہوں نے کہا ہم بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور فنظل لها عكفين۔ اور عمریں گزار دیتے ہیں ان کی پوجا کرتے ہوئے ہم اس پہ قائم ہیں یہ ہمارا مذہب ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ **قال هل يسمعونكم اذ تدعون**۔ تم جب ان کی پوجا کرتے ہو ان سے دعائیں مانگتے ہو۔ ان سے آہ و زاری منت سماجت کرتے ہو تو یہ تمہاری بات سنتے ہیں سمجھتے ہیں یا اگر سن لیں تو یہ تمہارا کوئی فائدہ کر سکتے ہیں یا اگر تم ان کی پوجا اور اطاعت نہ کرو۔ **او يضرون**۔ تو یہ تمہارا کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ یہ جس کی پوجا کی جاتی ہے کم از کم وہ اپنی عبادت کرنے والے کے حال سے واقف تو ہو اتنا تو اس کا علم ہو کہ جہاں کوئی

اس کی عبادت کرے تو اس عبادت سے آگاہی حاصل کرے جانتا ہو کہ کوئی میری عبادت کر رہا ہے پھر جو عبادت کر رہا ہے اس کا فائدہ کرنے پہ قادر ہو اسے نقصان سے بچانے پہ قادر ہو یا اگر خفا ہو جائے تو اس بندے کا کچھ بگڑتا ہو۔ تو فرمایا یہ ساری صفات تو بتوں میں نہیں یہ تو اللہ کی صفات ہیں۔ ہر ایک کے حال سے ہر جگہ ہر وقت واقف ہونا ہر ایک کا فائدہ کرنے پہ قادر ہونا ہر ایک کو عذاب میں گرفتار کرنے پہ قادر ہونا یہ تو اس کی شان ہے اور ان کے پاس ایسی تو کوئی دلیل نہیں تھی۔ یہ اوصاف وہ بتوں میں ثابت کرتے ہیں تو وہ کہنے لگے۔

قالوا بل وجدنا اباء نا کذلک یفعلون۔ ہم نے باپ دادا کو ایسے ہی کرتے دیکھا' اب ہم کیسے کہیں کہ ہمارے والدین بے وقوف تھے ہمارے باپ دادا غلط تھے۔ یہ تو ہم نہیں کہیں گے وہ ہم سے تو سمجھ دار تھے' اچھے تھے' بھلے لوگ تھے۔ ہم ان کی پیروی کرتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر میری بات سن لو۔ **قال افرئیتم۔** اچھی طرح سے دیکھ لو۔ **ما کنتم تعبدون۔** جس چیز کی تم عبادت کرتے ہو۔ **انتم و اباءکم الاقدمون۔** تم بھی اور تمہارے باپ دادا سات پشتیں بھی جن کی پوجا کرتے رہے ہو۔ **فانھم عدولی۔** میں انہیں اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتا ہوں۔ بلکہ وہ میرے حقیقی دشمن ہیں میرا کام ہی ان کو مٹانا ہے' میرا مقابلہ ہی ان بتوں سے ہے جن کی تم پوجا کرتے ہو۔ **الا رب العلمین۔** اور میرا دوست ہے وہ پروردگار جو سارے جہانوں کو پالنے والا ہے۔

اب یہ سمجھا جائے کہ معاشرہ باطل کی پیروی کرے۔ نظریات' معاشیات' اخلاقیات باطل سے حاصل کرے ہم یہ سمجھیں کہ ہم اسلام پر عمل کر رہے ہیں یہ تو ایسے ہے جیسے کوئی سادہ دل آدمی یہ سمجھے کہ وہ چولہے میں گلاب کھلا رہا ہے' جہاں آگ جل رہی ہے' جہاں سے شعلے اٹھ رہے ہیں وہاں وہ گلاب کھلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ میاں آگ بجھے گی تو گلشن بنے گا۔ کوئلے سرد ہوں گے تو کوئی چیز اگے گی اس پر پانی ڈالو گے اس کا مقابلہ کرو گے باطل مٹے گا تو حق نافذ ہو گا۔ تو اس میں کسی درمیانی راستے کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے ورنہ ان کے سگے والد بھی تھے پورا ملک تھا پوری حکومت بھی تھی اور معمولی طاقت نہیں تھی بتوں کا محض نام تھا بادشاہ خود اپنی ذات کو سجدے کرواتا تھا اور کہتا تھا میں ان بتوں کا نمائندہ ہوں میری پوجا کرو مجھے سجدے کرو اور جسے چاہتا قتل کر دیتا جسے چاہتا چھوڑ دیتا بلکہ اس بات پر ابراہیم علیہ السلام کو جب شاہی دربار میں طلب کیا گیا۔ وہ مناظرہ بھی قرآن میں موجود ہے۔

بادشاہ نے کہا۔ اگر تمہیں اس بات سے اتفاق نہیں ہے تو تم اپنا گزارا کرو ہمارے مذہب پر تنقید کیوں کرتے ہو اور تم کس کی پوجا کرتے ہو۔ انہوں نے فرمایا۔ اس کی جو زندگی دیتا ہے جو موت دینے پہ قادر ہے اس نے دو قیدی منگوائے ایک کو چھوڑ دیا۔ کہا دیکھو میں نے اسے زندگی دے دی اور دوسرے کو قتل کرا دیا اور کہا اسے میں نے موت دے دی میں بھی موت اور زندگی دینے پہ قادر ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا۔

فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق۔ میرا اللہ جو ہے جس کی میں پوجا کرتا ہوں تیرے پیدا ہونے سے پہلے کا اس کا نظام چل رہا ہے وہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے اور مغرب میں ڈبوتا ہے۔ **فات بھا من المغرب۔** اگر تو بھی اتنی ہی قدرت کا مالک ہے تو سورج کو الٹا چکر چلا دے۔ اسے مغرب سے مشرق کی طرف چلا دے۔

فبھت الذی کفر۔ تو قرآن فرماتا ہے کہ کافر پریشان ہو گئے جواب کوئی نہ بن پایا تو کہنے لگا اسے آگ میں پھینک دو۔

خیر وہ واقعہ میرا موضوع نہیں ہے۔ میرا موضوع یہ ہے کہ انہوں نے آگ میں پھینکا جانا قبول کر لیا لیکن کفر اور اسلام کے درمیان سمجھوتہ نہ ہو سکا کوئی درمیانی راستہ نہ نکل سکا۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے بڑا واضح فرمایا۔

فانھم عدولی الا رب العلمین۔ جن کی تم

پوجا کرتے ہو۔ یہ میرے دشمن ہیں سوائے رب کے۔ **الذی خلقنی۔** جس نے مجھے پیدا کیا۔ **فھو یھدین۔** اس نے مجھے دنیا میں رہنا سکھایا' ہدایت اس نے مجھے دی' کھانا' پینا' سونا' جاگنا' دشمنی' دوستی' عقائد' نظریات' اخلاق' کردار' بندے کے ساتھ تعلق اور خود اس کے ساتھ تعلق' اس کی عبادت' آخرت' ساری ہدایت اس نے مجھے دی۔ **والذی ھو یطعمنی ویسقین۔** وہ مالک ہے جو مجھے کھلاتا بھی ہے پلاتا بھی ہے۔ تم مجھے روزی دینے والے نہیں ہو اگر وہ نہ چاہے تو چیز ہوتے ہوئے بندہ نہیں کھا سکتا اور وہ چاہے تو کھجور کے خشک تنوں پر پھل اگ آتا ہے۔ پتھروں سے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں اور جب وہ نہیں چاہتا جیسے فرعونیوں کے لئے کہ پانی کا گلاس منہ کی طرف لے کر جاتے جو منہ میں جاتا خون بن جاتا۔ **واذا مرضت فھو یشفین۔** جب مجھ پر بیماری آتی ہے میری کسی غلطی' میری کسی کمزوری کی وجہ سے وہ کریم ہے وہ مجھے شفا دیتا ہے بیماریاں بندہ خود خریدتا ہے۔ شفاء اللہ دیتا ہے' کوتاہیاں بندہ کرتا ہے کرم وہ کرتا ہے۔ **والذی یمیتنی ثم یحیین۔** اور وہ ایسا قادر ہے کہ وہ مجھے موت دے گا تم نہیں مار سکتے میرا تم کچھ نہیں بگاڑ سکتے نہ تم روزی روک سکتے ہو نہ تم مجھے بیمار کر سکتے ہو۔ ہاں وہ موت بھی دے گا۔ **ویحیین۔** پھر وہ زندہ بھی کرے گا اور پھر اس کے سامنے کھڑے ہو کر جواب بھی دینا ہے اور مجھے اس پر امید ہے کہ اگر مجھ سے کوئی کمی رہ گئی تو وہ میری اس کمی کو روز حشر معاف کر دے گا مجھ پر کرم کرے گا مجھ پر احسان فرمائے گا۔ اس لئے میرا سمجھوتہ میرے رب کے ساتھ ہے تمہارے ساتھ کفر پر سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں تم بھی بتوں کو چھوڑ دو اللہ کا دین اپنا لو تو ماشاء اللہ دنیا میں ہمیشہ دو نظام ہوتے ہیں تیسرا کوئی راستہ نہیں ہے۔ ایک راستہ اللہ کا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ قرآن حکیم نے اس راستے کو اپنانے والوں کو حزب اللہ کہا ہے۔ اللہ کی جماعت' اللہ کی پارٹی۔ وہ جماعت جو نبی علیہ السلام پر ایمان لاتی ہے وہ جماعت نبی علیہ السلام کا اتباع کرتی ہے۔ اللہ نے اسے اپنی طرف منسوب کر کے قرآن میں حزب اللہ کا نام دیا ہے باقی ساری مخلوق کو جو نبی علیہ السلام کے ساتھ ایمان نہیں لاتی' آپ کا اتباع نہیں کرتی اسے حزب الشیطان کہا ہے۔ دو ہی پارٹیاں' دو ہی مذہب' دو ہی عقیدے' دو ہی نظریئے اور دنیا میں دو ہی قومیں ہیں۔ یہ باقی جو قومیں ہم نے بنا رکھی ہیں یہ قبائل و شعوب ہیں یہ۔ **وجعلنکم قبائلا و شعوبا لتعارفوا۔** تمہیں قبیلوں میں' خاندانوں میں اور خاندانوں کی شاخوں میں اس لئے بانٹ دیا گیا ہے کہ بندے کی تعین ہو سکے کہ فلاں فلاں کا بیٹا فلاں قبیلے کا آدمی ہے۔ اس نام کا کوئی اور ہو گا دوسرے قبیلے کا ہو گا۔ کسی اور خاندان کا ہو گا۔ تو بندے کی شناخت کے لئے جہاں تک قوم کا تعلق ہے تو قومیں دنیا میں دو ہیں مومن اور کافر۔ حزب اللہ اور حزب الشیطان۔ درمیان میں تیسرا راستہ نہیں ہے۔

ہماری مصیبت یہ ہے کہ ہم زبان سے کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ ہم اللہ کو مانتے ہیں' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مانتے ہیں' اللہ کی کتاب کو مانتے ہیں' آخرت کو مانتے ہیں' حشر و نشر کو مانتے ہیں' قیامت کو حساب دینے کو تیار ہیں لیکن حساب کس بات کا۔ کھاتے ہیں کافروں کی طرح' کماتے ہیں کافروں کی طرح' ملکی قانون کافرانہ' ملکی نظام کافرانہ' چناؤ اور حکومت بنانے کا طریقہ کافرانہ' حکومت کرنے کا طریقہ کافرانہ' معاشی نظام سودی اور کافرانہ۔ یہ کون سا اسلام ہے جو ہم نے اپنایا ہوا ہے۔ یعنی جس پر نظریات بھی کافر کے ہیں' اعمال بھی کافر کے ہیں' معیشت بھی کافر کی ہے' سیاست بھی کافر کی ہے' قانون بھی کافر کا ہے اور ہم مسلمان ہیں۔ اسلام نے ہم پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور قرآن کی غلامی لازم کی ہے کافروں کی نہیں اور میں بڑی سوچ و بچار کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ سوائے اس کے کہ اس پورے نظام سے ٹکر لی جائے کوئی دوسرا راستہ نہیں اور یہ اس لئے ٹکر لینا ضروری نہیں کہ ہمیں حکومت مل جائے اس لئے کہ ہم اللہ

کی بارگاہ میں قبر میں جب جائیں' میدان حشر میں کھڑے ہوں تو اس کافرانہ نظام کا حصہ نہ ہوں۔ ہزاروں گناہ ہوں بحیثیت انسان انسانی کمزوریاں ہمارے ساتھ ہوں۔

اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین۔ جن کی امید لے کر جائیں کہ ہمارا رب کریم ہے ہمیں معاف کر دے گا۔ لیکن کافرانہ نظام کا حصہ نہ ہوں۔ کافرانہ انداز حکومت کو قبول نہ کریں' کافرانہ معیشت کا انکار کریں' کافرانہ کردار کا انکار کریں۔ اگر یہ ہم نہیں کر سکتے تو پھر ایک ہی تیسری قسم ہے جسے قرآن کافر ہی کہتا ہے لیکن کفر کی شدید قسم ہے کہ بندہ زبان سے اسلام کا اقرار کرے اور اس کے دل میں اسلام نہ ہو اسے منافق کہتے ہیں۔ منافقین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بھی تھے۔ منافقین نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نمازیں پڑھیں' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد پر سفر کئے لیکن جب موت کا وقت آیا۔ عبداللہ بن ابی منافقین کا مشہور سردار تھا۔ جب وہ مرا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا کرتہ مبارک عطا کر دیا کہ اسے اس میں کفن دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ شفقت فرمائی پھر اس کے جنازے کے لئے تشریف لے گئے تو اللہ کریم نے آیت نازل فرمائی کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اگر ستر بار بھی اس کا جنازہ پڑھائے تو میں اس کو نہیں بخشوں گا۔ تیرے کہنے پہ بھی نہیں بخشوں گا۔ اس لئے کہ وہ اجابت دعا کا محل نہیں ہے۔ اس کے دل میں' اس کے وجود میں' اس کے یقین میں' کوئی ایسا ذرہ نہیں جہاں اجابت کا کوئی قطرہ اثر کرے۔ لوہے پر بارش برسے گی تو اس میں نمی کہاں سے جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنے کریم تھے کہ آپ نے فرمایا اگر اللہ ستر بار دعا کرنے سے نہیں بخشے گا تو میں ستر بار سے زیادہ کر دوں گا۔ پھر آیہ کریمہ نازل ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لئے دعا کر ہی نہیں سکتے۔ یعنی اللہ کو یہ منظور نہیں تھا کہ میرا نبی علیہ السلام ہاتھ اٹھائے اور جس کی خاطر اٹھائے اسے فائدہ نہ ہو منع کر دیا۔ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ان کا جنازہ پڑھ سکتے ہیں نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی قبر پر ہی جا سکتے ہیں۔ **ولا تقم علی قبرہ۔** ان میں سے کوئی مر جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی قبر پر بھی قدم نہ رکھیں' قبر دیکھنے کو بھی تشریف نہ لے جائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانا بھی رحمت باری کا حامل ہے اور یہ رحمت کا محل نہیں ہے اور فرمایا۔ **ان المنفقین فی الدرک الاسفل من النار۔** دوزخ کے سب سے نچلے خانے میں میں منافقین کو پھینکوں گا۔ یہ بدترین کافر ہیں کہتے ہیں میں مسلمان ہوں' نمازیں میرے نبی علیہ السلام کے ساتھ پڑھتے ہیں اور امید کافروں سے رکھتے ہیں' دوستی ان سے رکھتے ہیں' کماتے کھاتے ان کی طرح ہیں۔ ظاہراً" نمازیں پڑھتے ہیں اندر سے ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔

اللہ کریم نے ہمیں یہ ملک دیا تھا دین کے نفاذ کے وعدے پر۔ اب اس پر جس طرح لاش پر گدھیں لڑتی ہیں یا بھیڑیئے نوچتے ہیں۔ اس طرح اس ملک پہ لڑائی ہو رہی ہے اور اخبارات پہ سنسر ہے۔ اس سنسر سے نکل کر جو خبریں آتی ہیں ان میں بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ سوائے ہاتھی کی لاش پر لڑنے کے وہ کہیں کہ ہم کھائیں گے' دوسرے کہیں ہم کھائیں گے۔ اس کے علاوہ ہماری حکومت میں کچھ نہیں رہا۔ پچاس سال ہونے کو ہیں نصف صدی بڑا عرصہ ہے اور بڑے بڑے دیندار اور بزرگ لوگوں کی عمریں کھپ گئیں۔ بڑے بڑے نامور لوگ یہ کوشش کرتے کرتے کہ اس سسٹم میں سے ہی کوئی اصلاح کا راستہ نکل آئے۔ ایسے ایسے قابل فخر علماء اس میں کھپ گئے جنہوں نے دنیا میں انقلاب پیدا کر دیئے' جن کی تحریریں آج بھی ایک عالم کی رہنمائی کر رہی ہیں اور انہوں نے یہ کوشش کی کہ اس نظام میں سے اوپر جا کر اسے کچھ تبدیل کیا جائے لیکن یہ راستہ صحیح نہیں تھا۔ اس میں دن بدن بگاڑ ہی پیدا ہوتا گیا۔ دراصل غلطی یہ تھی کہ بنیاد ہی اس نظام کی مخالفت پہ رکھی جانی چاہئے تھی یہ

کیکر کا درخت ہے۔ اس پر انگور کی بیل چڑھانا ہی انگور کے ساتھ زیادتی ہے اس پر پھل بھی آئے گا تو اس کے کانٹے اسے داغدار کر دیں گے۔ اس کے پتے بھی ہوا چلے گی تو یہ پھاڑیں گے۔ انگور کا اور کیکر کا کوئی میل نہیں ہوتا وہ میاں محمد صاحب نے کہا تھا کہ

کیکر تے انگور چڑھایا ہر گچھا زخمایا

ہر گچھے میں زخم ہو گا۔ یہی حال گذشتہ پچاس سال سے ہمارا یہ حال ہے۔

یہی بات کفار نے کہی تھی کہ ہم بھی آخر دین ابراہیمی پہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تنقید کرتے ہیں تو اللہ نے فرمایا۔ ابراہیم علیہ السلام نے تو پہلے دن سے کہا تھا کہ یہ بت میرے دشمن ہیں۔ ظالمو تم بتوں کی پوجا کرتے ہو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بتوں کی پوجا کو چیلنج کر رہے ہیں۔ دین ابراہیمی پر وہ ہیں یا تم ہو۔ اپنے آپ کو دیکھو تم کہاں ہو اپنے کردار کو دیکھو نام لینے سے کچھ نہیں ہوتا یہ تو مشرک بھی کہتے ہیں کہ ہم دین ابراہیمی پر ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے پھر دعا فرمائی۔

اللہ کافر کو تو تو نے طاقت دی ہے اس نے مجھے اٹھا کر آگ میں پھینکنے کی سازش کر لی۔ مجھے آگ میں پھینک دیا' مجھے بھی طاقت دے۔ **رب ھب لی حکما**۔ اے اللہ مجھے بھی وہ قوت دے کہ میں حکم دے سکوں میں دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کر سکوں' میں دو نظاموں کے درمیان فیصلہ کر سکوں مجھے بھی طاقت عطا فرما۔ **والحقنی بالصلحین**۔ جب طاقت آتی ہے تو بندے کے بھٹکنے کا اندیشہ ہوتا ہے مجھے طاقت دے کہ اس طاقت اور اس حکومت کے ذریعے میں تیرے نیک بندوں میں شامل رہوں وہ طاقت میں غلط راستے پہ استعمال نہ کروں۔ لہٰذا بڑا واضح راستہ ہے کہ کافرانہ نظام کا سیدھا سیدھا انکار کیا جائے اس کا مقابلہ کیا جائے۔

آپ اپنے ملک کے الیکشنز کو دیکھیں تو تیس' بتیس' تینتیس فی صد لوگ پولنگ سٹیشن پہ جاتے ہیں۔ ستر فی صد' اڑسٹھ فی صد' ستاسٹھ فی صد لوگ نہیں جاتے۔ کیوں نہیں جاتے؟ وہ اس نظام میں مطمئن نہیں ہیں۔ اس کا حصہ نہیں بننا چاہتے۔ نیک لوگ ہیں دیندار ہیں' شریف ہیں وہ کہتے ہیں یہ ساری چور بازاری ہے لیکن چور بازاری کا صرف حصہ نہ بننا صحیح نہیں ہے اس کا مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے ورنہ آپ نے میدان خالی کر دیا تو وہ چور بازاری تو جاری ہے۔ پچاس سال سے اگر تیس فی صد دو تین چار جماعتوں میں بٹ کر حکومت بنا لیتے ہیں تو یہ جو ستر فی صد حصہ نہیں لیتے ان کے ذمے نہیں ہے کہ وہ میدان میں کھڑے ہو کر انکار کر دیں کہ یہ نظام ہمیں نہیں چاہئے' ہم مسلمان ہیں ملک مسلمانوں کا ہے اسلام کے نام پر لیا گیا ہے۔ ہمیں اسلام کا نظام دو۔ وہ نظام جسے حکومت کا مستحق بناتا ہے اسے حکومت کرنی چاہئے۔ جو اس نظام کے تابع رہ کر کرے' جو اس نظام کے راستے سے منتخب ہو کر آئے۔

اب آپ قومی اسمبلی کا پڑھیں۔ آج کے اخبار میں دیکھ رہا تھا۔ وزیراعظم بیان دیتی ہیں کہ سکھوں کی تحریک بڑے زوروں پر تھی راجیو گاندھی کی حکومت الٹ دیتی اگر میں اس کی مدد نہ کرتی۔ وزیر اعظم تو پاکستان کی ہے مدد تو ہندوستان کی کرتی ہے۔ راجیو گاندھی کی حکومت رہے یا الٹ جائے' سکھ جیتے یا ہندو۔ ہمارا اس میں کیا بزنس ہے کہ ہم سکھوں کو ماتحت ہندوؤں کے کریں یا ہندوؤں کو سکھوں کے ماتحت کریں اور اگر تیرے اتنے مراسم ہیں تو اس ملک کی وزیر اعظم کس خوشی میں ہے۔

لیکن اس کا ذمہ دار کون ہے ---- اللہ معاف کرے ہم نے پچاس سال ظلم کیا ہے اور ضائع کئے ہیں۔ یہ بڑی سیدھی بات ہے اپنے لئے کوئی تقدس نہیں ہے ہم بھی حصہ تھے اس کا۔ مسلم لیگ میں رہے' مسلم لیگ نے بھی سوائے ظلم کے اور ملک کو کچھ نہیں دیا اس لئے کہ اس نظام کی تقویت کا سبب مسلم لیگ بھی بنی۔ اسی نظام کو پیپلز پارٹی بھی چلا رہی ہے۔ میاں سیدھی سی بات ہے جسے وفا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرنی ہے اسے اب اس سارے نظام

کے مقابلے میں کھڑا ہونا پڑے گا۔ خواہ کوئی پکڑ کر اسے آگ میں پھینکے' خواہ اسے پکڑ کر گولی سے اڑایا جائے' خواہ اسے جیل جانا پڑے۔ آگ میں کودنا آسان' گولی کھانا آسان' جیل جانا آسان اور کفر کے ساتھ صلح کرنا اور کفر کے ساتھ سمجھوتہ کرنا محال ہے۔ اس کا کوئی راستہ نہیں بلکہ مقابلے کی دعا کی ابراہیم علیہ السلام نے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت کا حکم ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بار الٰہا ہجرت کا حکم سر آنکھوں پر۔ میرے خدام نے بھی مُلک چھوڑ دیا میں بھی تیرا شہر چھوڑ کر چل دیتا ہوں لیکن **رب ادخلنی مدخل صدق**۔ مجھے کسی کھری اور سچی جگہ میں داخل فرما۔ **واخرجنی مخرج صدق**۔ جس جگہ سے نکالا ہے عزت و آبرو اور صداقت کے ساتھ نکال۔ **واجعل لی من لدنک سلطنا نصیرا**۔ اور اللہ اپنی طرف سے مجھے طاقت عطا فرما کہ میں اس باطل کو مٹا کے رکھ دوں۔ قوت نافذہ عطا فرما مجھے۔ مجھے ٹکر لینے کی ہمت و طاقت عطا فرما' اللہ نے عطا فرمائی۔ بدر و احد کے میدان گرم ہوئے اللہ کے مقبول بندے شہادت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ جن لوگوں نے بدر میں جانیں دیں کوئی معمولی انسان تھے یا کوئی معمولی درجہ ہے ان کا جن کے لاشوں کے ٹکڑے اٹھا کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں میں رکھے اور جن پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے معمولی لوگ تھے یا آسانی سے اسلامی نظام آ گیا۔ لوگوں نے جانیں دیں' اپنے جگر گوشے ذبح کرائے' اپنے مال لٹوائے' اپنے گھر چھوڑے اور اللہ سے مقابلے کی قوت مانگی اور مقابلہ کر کے باطل کو مٹایا اور حق کو نافذ کیا۔

یہی اسلام ہے اور اگر کسی میں باطل کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں ہے تو شاید اس کی نمازیں اس کے روزے اس کی عبادتیں کوئی اثر نہیں دکھا رہیں۔ اعلان باری تعالیٰ ہے۔

ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر۔

نمازی کی نماز بے حیائی اور برائی سے روک دیتی ہے۔ جس نماز میں برائی کے سامنے کھڑا ہونے کی جرات پیدا نہیں ہوتی اس کی نماز اسے کیا دے رہی ہے۔ یہ فلسفہ کہ اس کا ثواب ہے آخرت میں ملے گا کہ جسے اس دنیا میں کچھ نہیں مل رہا اسے آخرت میں کیا ملے گا۔ ہر سجدہ اک جرات رندانہ دیتا ہے' ہر تسبیح ایک قوت دیتی ہے۔ اللہ کے نام کا جتنی دفعہ ذکر کیا جائے ہر بار وہ نئی طاقت دیتا ہے اور باطل کے مقابلے میں کھڑا ہونے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ ہمیں مَرنا ہے' ہمیں مرنا ہے' ہمیں دنیا سے جانا ہے' ہمیں قبر میں دفن ہونا ہے۔ اس حال سے ہم بچ نہیں سکتے اگر باطل سے سمجھوتہ کر کے رہیں تو بھی قبر میں جانا ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ باطل سے ٹکرا کر مٹ جائیں' ٹکرا کر مٹ جانے والے مٹتے نہیں زندہ دوام ہو جاتے ہیں۔ باطل کے سائے میں مٹنے والوں کا نشان باقی نہیں رہتا اور اسلام اخروی زندگی کا نام ہے ابراہیمؑ کی دعا کا آخری جملہ ہے۔

واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم۔ اے اللہ مجھے طاقت دے۔ مجھے مقابلہ کرنے کی قوت عطا فرما' حکومت و سلطنت دے' باطل کو مٹا کے رکھ دوں اور میری طاقت مجھے نیکوں کے ساتھ شامل رکھے میں غلط راہوں پہ طاقت استعمال نہ کروں اور اس ساری قربانی کا حاصل مجھے جنت کا وارث بنا دے۔ میری دائمی اور ابدی زندگی کی اصلاح کا سبب بن جائے۔

سو نفاذ اسلام کے لئے میدان میں اس لئے آنا ہے کہ اللہ کا قرب' اللہ کی رضا اور اللہ کی جنت جو ہمارا گھر ہے اس کے ہم مستحق قرار پائیں۔ اس لئے نہیں کہ ہمیں حکومت مل جائے' ہمیں دولت مل جائے ہمیں' شہرت مل جائے نہیں۔ ہمیں اللہ کی رضا مل جائے۔ اس کے لئے جتنا جلدی موت آ گئی اتنا بہتر ہے کہ آرام کرے گا اور جتنا مقابلے کا وقت مل گیا وہ اتنا بہتر ہے کہ اس سے درجات بلند ہوں گے۔ گھاٹے کا سودا کسی بھی طرف نہیں۔ زندگی رہی تو انشاء اللہ مقابلہ کرتے رہیں گے اور ہر مقابلے پر درجات

باقی صفحہ نمبر ۴۴ پر

اسٹروجن

(کموڈور ریٹائرڈ) طارق مجید

روزنامہ "مسلم" میں 29 اپریل 1995ء کو شائع ہونے والی نہایت معنی خیز اور تشویشناک رپورٹ از اے پی پی

ESTROGEN - LIKE ENVIRON POLLUTANTS

RAISE HEALTH CONCERNS

کا اردو ترجمہ

ماحول میں موجود مثل اسٹروجن کیمیائی نجاستیں صحت عامہ کے لئے تشویش کا باعث ہیں

لغت کے مطابق اسٹروجن شبق کو بیدار کرنے والا ہارمون ہے جو مادہ کے اندر جنسی قبولیت پیدا کرتا ہے اور اس کی ثانوی جنسی خصوصیات کی نشوونما کو تقویت پہنچاتا ہے۔

واشنگٹن سے موصول ہونے والی رپورٹوں میں کہا گیا ہے کہ بہت سے محققین ایک نئے عالمگیر مسئلے پر تشویش کا اظہار کر رہے ہیں کہ ماحول میں ایسی کیمیائی نجاستیں (POLLUTANTS) آ گئی ہیں جو بالکل مادہنی ہارمون اسٹروجن کی طرح کام کرتی ہیں اور انسانوں اور حیوانوں کے تخلیق مکرر کے نظام (REPRODUCTIVE SYSTEMS) کو نقصان پہنچا سکتی ہیں۔

محققین کا کہنا ہے کہ جانوروں کے سروے سے اور انسانوں کے معائنے اور مطالعے سے ثبوت ملے ہیں کہ پلاسٹک کے مواد' حشرات کش ادویاء (PESTICIDES) اور کیمیائی مواد (CHEMICLES) میں موجود اسٹروجن سے ہوبہو ملتے جلتے اجزاء انسانوں کے لئے خطرات کا اشارہ ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ماحول میں ان اجزاء کی مقدار سابقہ اندازے سے کہیں زیادہ ہے۔

کئی محققین نے یہ دلائل پیش کئے ہیں کہ یہ اجزاء نہ صرف خواتین میں چھاتی کے کینسر (BREAST CANCER) کی رسولیوں کو جنم دینے میں لبلبلی (TRIGGER) کا کام کرتے ہیں بلکہ یہ مردوں میں بڑھتے ہوئے خصیتی کینسر (TESTICULAR CANCER) اور ان میں مادہ تولید کی تقویت (SPERM COUNT) میں کمی کا باعث بھی بن رہے ہیں۔

امریکہ کی ٹفٹ (TUFT) یونیورسٹی کے ماہر علم خلیات و حیاتیات (CELL BIOLOGIST) ڈاکٹر کارلوس سونن سکائن (CARLOS SONNEN SCHEIN) نے کہا ہے کہ ہمیں واضح ثبوت ملے ہیں کہ اب ہمیں کئی ایسے کیمیائی مادوں اور اجزاء کا سامنا ہے جو کہ انسانوں کے تخلیق مکرر کے اعضاء کی نشوونما اور کارکردگی پہ بد اثرات ڈال رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ایسے ثبوت بھی ملے ہیں کہ ان کیمیائی مادوں میں سے کچھ ناپائیدار نامیاتی زہر (TOXINS)

ہیں جو کہ انسانی جسم میں بدکیفیت (DISORDER) پیدا کر کے دیگر امراض مثلاً" غدہ درقیہ کی رسولیوں (THYROID TUMOURS) کا راستہ ہموار کرتے ہیں۔

امریکی کانگریس ایسے قوانین بنانے پہ غور کر رہی ہے جن کے مطابق یہ ضروری ہو گا کہ کلورین کے وہ مرکبات جن کی نشان دہی کی جا چکی ہے کہ وہ اندرونی غدود کی ریزش کے قاطع (ENDOCRINE DISRUPTORS) ہیں' ممنوع قرار دیئے جائیں اور ان مرکبات کے متبادل تیار کئے جائیں۔ امریکہ کی وزارت خارجہ کے عالمی امور انڈر سیکرٹری ٹیموتھی ورتھ (TIMOTHY WIRTH) نے کہا ہے کہ ضرر رساں مثل اسٹروجن مواد کے متبادل مرکبات تیار کرنے کے لئے ایک بڑا ریسرچ پروگرام مرتب کرنا پڑے گا اور یہ مسئلہ اکتوبر 1995 میں پانی کی نجاستوں (POLLUTION WATER) کے بارے میں ہونے والی بین الاقوامی کانفرنس میں زیر بحث لایا جائے گا۔ دوسری طرف شعبہ صحت سے تعلق رکھنے والے کچھ اہلکاروں کا خیال ہے کہ ابھی تک ریسرچ نے قطعی طور پر یہ ثابت نہیں کیا کہ مردوں کے تخلیق مکرر کے سسٹم میں نقائص کے نمودار ہونے کا مثل اسٹروجن مادوں کے ساتھ براہ راست تعلق ہے۔

قدرت کی طرف سے عطا ہونے والے اسٹروجن ہارمون کی بڑی پہچان اس کا مخصوص عمل ہے جس کے تحت یہ خواتین میں تخلیق مکرر کے دور (CYCLE REPRODUCTIVE) کو باقاعدگی سے مرتب کرتا ہے۔ یہ ہارمون انسانی بدن میں صفرائے جامد (CHOLESTROL) کی سطح کم رکھنے میں مدد کرتے ہیں اور ساتھ ہی ٹھوس مسامدار مادے کی مجموعی مقدار (BONE MASS) کو برقرار رکھتے ہیں۔

اس وقت ماحول میں متعدد اقسام کے جو کیمیائی اجزاء اور نجاستیں انسانی بدن میں اسٹروجن کی طرح کے اثرات پیدا کر رہے ہیں ان میں مندرجہ ذیل مواد شامل ہیں: مختلف قسم کی حشرات کش ادویاء یعنی (PESTICIDES)' کلورین جس میں صنعتی کیمیائی اجزاء مثلاً" پی سی بی (PCBs) ہوتے ہیں' الکی فینول (ALKLY PHENOLS) مرکبات جو کہ پلاسٹک کی اشیاء بنانے میں استعمال ہوتے ہیں جیسا کہ اشیائے خوردونوش کے لفافے' کاغذی پارچہ بافی (PAPER TEXTILES)' بالوں کو رنگنے کے لوشن اور دیگر ہار سنگھار (TOILETRIES) کی چیزیں۔

یونیورسٹی آف کیلیفورنیا بمقام ڈیوس کے ان محققین نے جو حیوانی حیاتیات میں مہارت رکھتے ہیں اپنے تجرباتی مطالعوں میں یہ معلوم کیا ہے کہ امریکہ کے ان علاقوں میں جہاں ماحول میں پی سی بی (PCB - POLYCHLORINATED BIPHENYLS) کا ارتکاز زیادہ ہے۔ مرغابیوں اور بحری ابابیلوں کے نروں میں مادہ پن یعنی مادہی خصائص پیدا ہو گئے ہیں۔

دوسری طرف یونیورسٹی آف ٹیکساس کے سائنسدانوں نے اپنے تجربات سے یہ نتائج دکھائے ہیں کہ مثال اسٹروجن کیمیائی اجزاء کی تھوڑی سی مقدار بھی جب کچھوے کے انڈوں کے خول کے ساتھ ملا دی جائے تو اس سے کچھوے کے نر بچوں میں مادہ کچھوے کی طرح رحم یعنی بیضہ دان پیدا ہو جاتے ہیں۔

یہ بات قابل غور ہے کہ امریکہ میں کئی سال پہلے سے حشرات کش دوا ڈی ڈی ٹی (DDT) کا استعمال ممنوع قرار دیا جا چکا ہے لیکن دنیا کے دیگر علاقوں میں یہ مضر دوا ابھی تک بڑے پیمانے پہ استعمال ہو رہی ہے۔

ڈاکٹر سونن سکائن نے اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ دس سالہ تجرباتی مطالعے اور ریسرچ سے معلوم ہوا ہے کہ سپین کے خطہ اندلس میں پیدا ہونے والے بچوں میں عام بچوں کی نسبت جنسی اعضاء کے نقائص دس گنا زیادہ ہیں۔ اس خطے میں سبزیوں کی کاشت بڑھانے کے لئے حشرات کش ادویاء (PESTICIDES) ضخیم مقدار میں استعمال ہوتی ہیں کیونکہ اس خطے سے کثیر سبزیاں یورپ کے دوسرے ممالک کو بھیجی جاتی ہیں اور حکومت کے علاوہ سبزیوں کے تاجران

چاہتے ہیں کہ سبزیوں کی پیداوار زیادہ سے زیادہ بڑھے)

سائنسدانوں نے تائیوان (TAIWAN) میں یہ مشاہدہ کیا ہے کہ جن عورتوں کے معدے میں کھانا پکانے کے تیل جس میں پی سی بی (PCB) کے اجزاء تھے کی کچھ مقدار چلی گئی ان کے نوزائیدہ بچوں میں، تخلیق مکرر کے سسٹم میں اور دیگر نظام صحت میں اندرونی نقائص پائے گئے۔ یہ مطالعہ 1978 - 79 میں کیا گیا۔

ڈنمارک کے ایک محقق نے جو کہ جسمانی تغیرات اور ان کے امراض سے متعلق علم کا ماہر ہے (ENDUCRINOLOGIST) اور جس کا نام نیلز سکاک بیک (NEIELS SKAKKEBEAK) ہے۔ 1991 - 1938 کے درمیان 50 سالہ تجرباتی مطالعے کی قیادت کی اور یہ معلوم کیا ہے کہ اس عرصہ میں ان 21 ممالک میں جہاں یہ لگاتار (درپردہ) مطالعہ کیا گیا وہاں کے مردوں میں مادہ تولید کے قدرتی نرینہ توازن (SPERM COUNT) میں پچاس فیصد کمی واقع ہو گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ ان مردوں میں تخلیق مکرر کے سسٹم کے نقائص اور خصیتی کینسر (TESTICULAR CANCER) کے امراض اس 50 سالہ عرصے میں بڑھتے ہی گئے۔

محققین کا کہنا ہے کہ ماحول میں موجود مثل اسٹروجن کیمیائی نجاستیں امریکی عورتوں میں جسمانی تغیرات کے مسائل اور بچہ دانی کے عیوب

(OUTGROWTH OF UTERINE TISSUE)

جن میں تقریباً" پچاس لاکھ عورتیں مبتلا ہیں' کو فروغ دے رہی ہیں۔ ان عیوب کی وجہ سے ان امریکی عورتوں کی افزائش نسل کی صلاحیت میں خلل پیدا ہو گیا ہے۔

اس مسئلے پہ وسیع ترین مطالعہ نیویارک میں (یہودیوں کے) ماؤنٹ سینائی سکول آف میڈیسن نے کیا ہے۔ وہاں کے محققین نے 1992 - 1985 کے درمیان 14000 عورتوں کو زیر معائنہ رکھا اور اس عرصہ میں 310 عورتوں کو چھاتی کے کینسر میں مبتلا پایا اور یہ دیکھا گیا کہ جن عورتوں میں ایک مرکب بنام ڈی ڈی ای (DDE) کی مقدار زیادہ پائی گئی وہی زیادہ تر چھاتی کے کینسر میں بھی مبتلا تھیں۔ ڈی ڈی ای مثل اسٹروجن مواد پیدا کرنے والا ایک بہت بڑا عنصر ہے اور یہ حشرات کش دوا ڈی ڈی ٹی (DDT) میں سے خارج ہوتا ہے۔ نیویارک کی یہ عورتیں اس وقت اپنے سن بلوغ کو پہنچ رہی تھیں جبکہ نیویارک میں ڈی ڈی ٹی بڑے پیمانے پہ استعمال ہو رہی تھی۔

اگرچہ امریکہ میں ڈی ڈی ٹی کا استعمال ممنوع ہو چکا ہے لیکن کچھ سائنسدانوں نے الزام لگایا ہے کہ نئی حشرات کش دوائی اینڈو سلفان (ENDOSULFAN) جو کہ امریکہ میں سبزیوں کی فصلوں پہ استعمال ہو رہی ہے وہ بھی چھاتی کے کینسر کو فروغ دے رہی ہے۔

کئی محققین کہتے ہیں کہ اگرچہ ریسرچ اور تجربات یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ ماحول میں مثل اسٹروجن کیمیائی نجاستوں کی موجودگی ایک سنگین مسئلے کا اشارہ دے رہی ہے تاہم ابھی دو ٹوک فیصلہ نہیں دیا جا سکتا۔ مردوں کے تخلیق مکرر کے سسٹم میں نقائص پیدا کرنے میں مثل اسٹروجن کیمیائی نجاستوں کے کردار کے بارے میں حتمی نتائج چند ایک عشروں میں سامنے آئیں گے۔

بقیہ :- دینِ ابراہیمی

کی بلندی اور اللہ کے قرب کی امید بڑھتی چلی جائے گی۔ موت آ گئی تو اللہ کی رضا ہو گی' اللہ کی جنت ہو گی اپنا گھر ہو گا لیکن باطل کے ساتھ سمجھوتہ آدمی کو دین پر زندہ نہیں رہنے دیتا' بڑا وقت ضائع کر چکے ہم انشاء اللہ باطل کے مقابلے میں کھڑے ہو کر بتائیں گے کہ ہمیں اسلام چاہیے' قانون اسلامی ہو' نظام اسلامی ہو' طریق انتخاب اسلامی ہو اور اسلامی طریقے سے حکومت بنائی جائے۔ اسلامی قواعد کی رو سے جو ان کا مستحق بنتا ہے وہ ضرور حکومت کرے۔ ہم بسر و چشم اس کے غلام ہوں گے اور غیر اسلام نظام ہمیں نامنظور ہے اور ہم اس کو مٹانے کے لئے اپنی پوری کوشش لگائیں گے توفیق اللہ کے پاس ہے اور یہی دین ابراہیمی کی روش ہے۔

آپ نے پوچھا

سوال۔ کیا وجہ ہے کہ لطائف روشن اور گہرے ہونے کے باوجود اور عرصہ چالیس سال تک نماز، تسبیح اور ذکر کرنے کے بعد بھی ایک صوفی کو کلمات کا ادارک اور معنی کا فہم نصیب نہیں ہوتا؟

جواب۔ تصوف بغیر علم تو ممکن نہیں ہاں یہ ہوتا ہے کہ جو خود عالم نہ ہو وہ کسی عالم کا ہاتھ پکڑ کر چل سکتا ہے، نیز لطائف کی روشنی مزاج میں نیکی ضرور آتی ہے مگر معانی و مفاہیم تو باقاعدہ سیکھنے ضروری ہیں۔ ایسا صوفی جو بغیر سیکھے جان جائے شاید کروڑوں میں ایک ہوتا ہو گا کہ اسے علم لدنی نصیب ہو جائے۔

سوال۔ کیا وجہ ہے کہ شیخ المکرم کی توجہ کا اثر اس کے اپنے افراد خانہ میں نہیں ہوتا، مگر وہی شیخ مکرم قطب شمالی پر بیٹھ کر ذکر و مراقبہ کرنے والے ارادتمند کو توجہ دے دیتا ہے؟

جواب۔ کس نے کہا ہے کہ افراد خانہ پر نہیں ہوتا۔ افراد خانہ اور کنبہ قبیلہ کے لوگ بھی اس معاملہ میں ایک عام انسان کی طرح رغبت یعنی اپنے فیصلے کے محتاج ہوتے ہیں۔ اگر وہ فیض حاصل کرنا چاہیں تو پھر دوسروں کی نسبت زیادہ کر سکتے ہیں۔

سوال۔ کیا وجہ ہے کہ شیخ مکرم کو اپنے ہی ارادتمند کا ذہنی بگاڑ منکشف نہیں ہوتا یا یہ کہ وہ اسے اگنور کرتا ہے؟

جواب۔ ہر بندے کے دل اور دلی جذبات کا تعلق براہ راست اللہ جل شانہ سے ہوتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھی اللہ کریم کے بتانے سے پتہ چل سکتا ہے چہ جائیکہ شیخ۔ بعض حالات میں اللہ جل شانہ چاہے تو شیخ پر بھی منکشف فرما دیتا ہے مگر عموماً" ایسا نہیں ہوتا، ہاں شیخ سب کے لئے دعا ضرور کرتا ہے۔

سوال۔ ولایت کیسی چیز ہے مگر بعض اولیاء کرام سے بچپن ہی میں کرامات منقول ہیں۔

جواب۔ کسی بچہ کو جب کہ کسب کا مکلف ہی نہیں بنایا گیا تو کرامات کیسی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں بارہا یہاں بھی عرض کر چکا ہوں اس کے باوجود آپ حضرات کرامات اور معجزات کی تعین میں غلطی کھاتے ہیں کسی عجیب بات کا ظاہر ہونا کرامت نہیں ہوتی۔ کرامت کی بنیاد یہ ہوتی ہے کہ کہیں اسلام کو یا عقیدہ اسلام کو زد پڑ رہی ہو اور کفر غالب آ رہا ہو اور علمی دلائل سے یا تقاریر سے یا عمل سے اس کا مقابلہ نہ ہو پا رہا ہو اور اندیشہ ہو صورت حال یہ بن گئی ہو کہ لوگ بے دین ہو جائیں گے کافر ہو جائیں گے تو کوئی خرق عادت کام کسی ولی سے ظاہر ہوتا ہے جو اس کفر کی فتح کو شکست میں بدل دیتا ہے اس خرق عادت کام کو کرامت کہا جاتا ہے۔ جب کفر ہے وہ دلائل سے قائل نہ ہو رہا ہو ہٹ دھرمی دکھا رہا ہو یا وہ دوسروں کو بھی گمراہ کر رہا ہو اپنے ساتھ ملا رہا ہو تو کوئی خرق عادت کام نبی سے ظاہر ہوتا ہے کفر کے اس زور کو توڑنے کے لئے اسے معجزہ کہتے ہیں۔

معجزات نبوت بھی محض اس طرح نہیں ہوتے جس طرح کوئی آلو چھولے بیچ رہا ہوتا ہے اس طرح نہیں ہوتے معجزات کے لئے بھی اگر آپ سارے معجزات نبویؐ کا مطالعہ فرمائیں تو یہی بنیاد ہے پہلے انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا مطالعہ فرمائیں تو بھی یہی ہو گی تو اس وقت کوئی ایسا کام جو عقل کی اس دسترس سے باہر ہو خرق عادت ہو عام عادات سے ہٹ کر ہو جو کام معمولات کے مطابق ہو سکتے ہوں اس سے ہٹ کر ہو۔ کسی دنیا کی مشین سے کسی دنیا کی طاقت سے دنیا کے کسی علم سے عقل کی کسی استعداد سے وہ کام ہونا ممکن نہ ہو اور اس کا ظہور تب ہوتا ہے جب عقیدہ اسلام کے غلبے کے لئے علمی یا عقلی دلائل سے بات گزر جائے یا وہ دلائل سامنے کر رہے ہوں یا مقابل ان دلائل کو مان نہ رہے ہوں تو اسے معجزہ کہا جاتا ہے جب وہ نبی سے صادر ہوتا ہے معجزہ فعل رب العلمین کا ہوتا ہے صادر نبی کے ہاتھ پر ہوتا ہے یہی چیز اس نبی کی میراث بنتی ہے اور اس کی جو صحیح اولاد ہوتی ہے۔ نبی کی اولاد سے میری مراد وارثان نبوت جو اس کے علوم نبوت کے وارث ہوتے ہیں۔ ان کو بھی میراث کے طور پر یہ نعمت منتقل ہوتی ہے اور جب کبھی ایسی صورت بنتی ہے کہ مقابل جو ہے یا کافر طاقت جو ہے وہ دلائل سے نہیں مان رہی اور لوگوں کے گمراہ ہونے کا خطرہ ہے اندیشہ ہے کہ اس مقابلے کی وجہ سے جو سارے سارے مسلمان ہیں یہ کافروں کی بات مان لیں گے تو کسی ولی سے وہی چیز ظاہر ہوتی ہے اور جب ولی سے ظاہر ہوتی تو وہ کرامت کہلاتی ہے کرامت کا معنی ہوتا ہے اس کا وہ رشتہ جو نبی کے ساتھ بطور وارث کے ہے یعنی بزرگی اس کی عظمت۔

کرامت معجزہ ہی ہوتا ہے اللہ کا فعل ہوتا ہے اور معجزے اور کرامت میں فرق یہ ہے کہ معجزہ براہ راست نبی کی ذات سے صادر ہوتا ہے ولی سے باتباع نبی صادر ہوتا ہے نبی کی ذات سے صادر ہوتا ہے ولی کی ذاتی خصوصیت نہیں ہوتی ولی سے باتباع نبی صادر ہوتا ہے اسی لئے اسے کرامت کہتے ہیں کہ یہ بزرگ آدمی ہے یہ عزت کا مستحق ہے یہ بزرگی کا مستحق ہے اس کا اتنا رشتہ ہے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کہ ان کا معجزہ اس کے ہاتھ سے صادر ہو رہا ہے۔ اسے معجزہ نہیں کہتے۔ اسے کرامت کہہ دیا جاتا ہے۔

اب کسی بچے سے جو معجزہ صادر ہوا تو عیسیٰ علیہ السلام سے جو معجزہ بچپن میں صادر ہوا بنیاد اس کی بھی کفر اور نبی کا مقابلہ۔ عیسیٰ علیہ السلام سے جو معجزہ اپنے بچپن کے پنگھوڑے میں ظاہر ہوا تو اس میں بھی صرف انہوں نے بات نہیں کی بلکہ پہلی بات انہوں نے یہ کی کہ۔

اِنِّی عَبۡدُ اللّٰہِ بات ہی دین کی کی اور ان کے سارے عقیدے کو ایک جملے میں پاش پاش کر دیا نبوت کا اعلان فرما دیا خود کو کتاب ملنے کا اعلان فرما دیا اور ساتھ والدہ کی عزت و احترام کا ذکر کیا جس پر حرف آ رہا تھا تو گویا اگر بچپن میں بھی ان سے معجزہ صادر ہوا تو وہ بھی اس کی جو غرض تھی وہ بھی دین کی حمایت یا دین کا اجراء یا کفر کے خلاف مقابلہ تھا تو اگر کوئی سعادت مند بچہ کوئی سعادت مند روح ایسی ہو کہ کہیں کفر کے مقابلے میں اسلام کو غالب کرنے کے لئے اس سے کوئی فوق العادت بات صادر ہو گئی ہو تو اس میں کوئی استبعاد بھی نہیں جو کام نبی سے ہو سکتا ہے وہ وراثتاً نبی کی امت میں سے ہو سکتا ہے اور ہو سکتا ہے وہ بچہ از خود سعید ہو۔ ہو سکتا ہے اس کے والدین سعید ہوں تو کوئی نہ کوئی بات ہو سکتی ہے لیکن کرامت آپ اسے کہیں گے کہ جہاں دین خطرے میں تھا اس کو غالب کرنے کے لئے مقابلے میں کسی سے کچھ صادر ہوا۔

یہاں ہمارے پاس جو کرامات کی فہرست ہوتی ہے یہ شعبدے ہوتے ہیں اور ان میں دین کا وہ کوئی مسئلہ نہیں ہوتا بلکہ لوگوں کو مرعوب کرنے کے لئے حکایتیں گھڑ کے منسوب کر دی جاتی ہیں وہ جو کسی نے کہا تھا۔

پیراں نہ می پیرند مریداں می پیرانند

تو اس ضمن میں بہت بلکہ میں نے تو یہ دیکھا ہے کہ

جن چیزوں کو صوفیاء نے کمزوری خیال کیا ہے سوانح نگاروں نے انہیں کرامات میں لکھا ہے۔ اور بہت بڑے بڑے ناموں کے ساتھ جب وہ کرامات آدمی پڑھتا ہے تو حیرت ہوتی ہے کہ یہ تو ساری کمزوریاں اور نقائص تھے اور اپنی جو عقیدت اس نام سے ہوتی ہے اس سے آدمی یہ نہیں مانتا کہ اس ہستی نے اس قسم کی باتیں کی ہوں یہ پچھلوں نے گھڑ کے چھوڑ دیں یہ بھی بڑی عجیب بد قسمتی ہے کہ کوئی صوفی سوانح نگار گزرا ہی نہیں یہ ایسے عجیب لوگ ہوتے ہیں یہ بڑے تاریخ ساز لوگ ہوتے ہیں لیکن تاریخ نویس نہیں ہوتے ان کے وجودوں سے اللہ کریم نے زمانوں میں تبدیلیاں پیدا کیں اور دنیا کے ماحول بدل گئے لیکن ان حالات کو لکھنے والے ہمیشہ غیر صوفی ہوتے ہیں جو اس فن ہی سے واقف نہیں ہوتے تو جو ان کی کرامات ہوتی ہیں وہ ان غیر صوفیوں کے نزدیک ان کی کوئی قیمت ہی نہیں ہوتی چونکہ ان سب کا موضوع دین ہوتا ہے جہاں کوئی دنیوی فائدہ ملنے کی یا دنیا کی کوئی عجیب سی بات انہیں نظر آتی ہے تو وہ اپنے اس عقل کے مطابق اسے کرامت گھڑتے چلے جاتے ہیں۔

میں نے ایک دفعہ ایک کرامت پڑھی تھی حضرت فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی۔ چھوٹے چھوٹے کتابچے اس موضوع پہ عام ملتے ہیں جن کا کوئی سر پیر نہیں ہوتا جن کی کوئی سند کوئی دلیل نہیں ہوتی جن میں کوئی اس کی سچ جھوٹ کی تمیز نہیں ہوتی بس وہ لوگ لکھتے رہتے ہیں لکھتے رہتے ہیں لکھتے رہتے ہیں شاید آپ میں سے بھی کسی نے سنی ہو آپ کی نظر سے گزری ہو کہ کوئی آدمی حضرت فرید رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ جا رہا تھا تو کہیں راستے میں ندی یا دریا پڑتا تھا تو اس نے کہا یہ تو طغیانی پر ہے اور اس میں سے نکلنا تو مشکل ہے انہوں نے کہا خیر ہے نکل جائیں گے وہ آگے چل پڑے اور وہ ذکر کرتے چلے جا رہے تھے اللہ اللہ اللہ کرتے جا رہے تھے کرتے چلے جا رہے تھے تو وہ آدمی بھی جب گہرے پانی میں پہنچا تو اس نے اللہ اللہ کی تو اسے طوفان بہا لے جا رہا تھا تو انہوں نے دیکھا کہ اس کی اللہ اللہ تو دور جا رہی ہے تو انہوں نے پکار کر کہا تو فرید فرید کر بے وقوف تو اللہ اللہ تک کیسے جا پہنچا یعنی اب دیکھیں۔ کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر اللہ کے ہر ولی تک نبوت کی بنیاد اس بات پر ہے کہ بندوں کو اللہ سے واصل کریں یہ واصل ہے نبوت کی

تو برائے وصل کردن آمدی

اور ولایت نام ہے کہ اس نبوت کے عظیم مشن میں سے کسی کو کوئی ذرہ نصیب ہو جائے تو وہ ولی ہو جاتا ہے تو اس کا کام بندوں کو اللہ سے جوڑنا ہے یا اللہ سے توڑ کر اپنی پوجا کرانا ہے؟ غالباً" میں نے اسرار التنزیل کی دوسری جلد میں لکھا بھی ہے جیسے مجھے یاد پڑتا ہے مجھ سے کسی بنے سوال کیا تھا گلگت میں کوئی فوج کے کوئی پنشن یافتہ کرنل صاحب تھے اس طرح کا آدمی تھا کہ جی میں قصیدہ غوثیہ کا وظیفہ کرتا ہوں یہ ہوتا ہے اس میں یہ ہوتا ہے یہ ہوتا ہے تو یہ کیسا ہے میں نے کہا بھئی قصیدہ غوثیہ پڑھنے کا حکم اللہ نے نہیں دیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیا صحابہ سے منقول نہیں ظاہر ہے پانچویں صدی چھٹی صدی کے جب آدمی ہیں تو اس سے پہلے تو اس کا ذکر نہیں ہو گا اب بات آگئی سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پر تو اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ اپنا ہی قصیدہ پڑھا کرتے تھے تو پھر بھی جائز چلو پھر بھی ٹھیک ہے لیکن اگر وہ بھی خود نہیں پڑھتے تھے تو آپ نے یہ وظیفہ کہاں سے لے لیا ان کے بارے آپ کا کیا خیال ہے کیا پڑھتے تھے' تو اللہ کا کلام پڑھنے میں کیا تکلیف ہے یعنی جس ہستی کا قصیدہ کسی شاعر نے اپنی عقیدت میں کہہ دیا قصیدے کی حد تک تو وہ بات اور ہے لیکن اسے قرب الہٰی کا سبب بنانا یا اسے وظیفہ لینا اسے عبادات کا جزو بنا لینا اس کی کیا اصلیت ہے اس کی کیا تک ہے اگر اس میں ان کی تعریف ہے تو ان کی تعریف کرنے کے لئے پڑھ لینا یہ تو الگ بات ہے قصیدہ تو کسی بادشاہ کا بھی کہا جا سکتا ہے کسی امیر کا بھی کہا جا سکتا ہے کسی بہادر کا بھی کہا جا سکتا ہے اگر کسی ولی اللہ کا کہہ دیا جائے تو

اس میں حرج کیا ہے کوئی حرج نہیں لیکن اس قصیدے کو عبادت بنا لینے کا کیا جواز ہے۔ وہ کیوں نہیں پڑھتے جو وہ خود بھی جو پڑھا کرتے تھے آپ کیوں پڑھتے ہیں۔

تو یہی حال ان کرامات اور ان حکایات کے بارے میں ہے کہ اولیاء اللہ جن کاموں سے زندگی بھر منع فرماتے رہے ان کے نام پر وہ کام شروع کرا دیا گیا۔

میں حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ حاضر تھا آپ کی خدمت میں جو آپ کے گھر کے پاس مسجد تھی اس میں بیٹھے تھے یا کبھی مکان سے باہر حضرت بیٹھا کرتے تھے ایک لکڑی سی پڑی ہوتی تھی کچے سے مکان کے سامنے اس پر ہم لوگ بیٹھ جاتے تھے اور ایک آدھ بان کی چارپائی تھی لے کر اس پر حضرت بیٹھ جاتے لیٹ جاتے تھے باتیں چلتی رہتی تھیں۔ مجھے یاد نہیں مسجد کی بات ہے یا یہاں کی ایک ساتھی ہوتے تھے وہیں کے مقامی وہ فوت ہو گئے اللہ انہیں غریق رحمت فرمائے تو وہ لاہور گئے کسی کام سے ہائی کورٹ میں کوئی کام تھا کوئی تاریخ تھی ساتھی لاہور سے واپس آئے میں بھی وہاں بیٹھا تھا تو وہ ساتھی آئے ساتھی زمیندار تھے کاشتکار آدمی تھے پڑھے لکھے بھی نہیں تھے لیکن وہ حضرت کے ساتھ اللہ اللہ کرتے تھے فنا بقا تک مراقبات بھی تھے مشاہدات بھی تھے تو انہوں نے کہا جی میں لاہور گیا تھا تو میرا عدالت میں کام تھا تو میں داتا صاحب کی مزار پر بھی چلا گیا لاہور آیا ہوں تو چلو چلتا ہوں لیکن جو کچھ میں نے وہاں دیکھا وہ تو سارا برداشت سے باہر تھا وہ تو کوئی سجدہ کر رہا ہے کوئی دیوار کے ساتھ سر لگا کر رو رہا ہے کوئی کچھ کر رہا ہے کوئی کچھ یہ سارا کچھ عجیب و غریب تھا تو حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا پھر داتا صاحب سے بات نہیں کی تم نے کہنے لگا جی کی تھی یہی تو بتانا چاہتا ہوں کیا فرمایا انہوں نے۔ کہنے لگا میں نے داتا صاحب سے سلام دعا بھی کی ملا بھی ملاقات ہوئی میں نے کہاحضرت آپ اتنے بڑے ولی اللہ تشریف رکھتے ہیں یہاں اور یہ سارا شرک جو ہے یہ آپ نے اپنے اوپر جمع کر رکھا ہے۔ تو انہوں نے مجھے فرمایا کہ جب تک ہم دنیا میں تھے تب تک اسے روکنے کے مکلف ہم تھے اب اسے روکنے کے مکلف تم ہو۔ یہ اتنی فقہی بات ہے جو ان پڑھ زمیندار سن کر بھی سمجھ نہیں رہا تھا کہ جی مجھے اس کی سمجھ نہیں آئی کہ کیا اب وہ اللہ کے بندے نہیں رہے کہ انہیں روکیں۔ ہم ہی روکیں۔ تو حضرت نے فرمایا انہوں نے صحیح کہا کہ آدمی جب دنیا سے گزر جاتا ہے تو دنیا سے گزر جاتا ہے تو دنیا کے اعمال کا وہ جوابدہ نہیں رہتا کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے اور اسے کیا کرنا ہے اس کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں تو انہوں نے صحیح فرمایا کہ اب ان خرافات کو روکنا ہم لوگوں کا کام ہے جو دنیا میں زندہ موجود ہیں تو یہ ضروری نہیں کہ کسی ولی اللہ کے ساتھ جو کچھ لکھ دیا گیا ہے اس کے مزار پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ سارا اس کے حکم کے مطابق ہو رہا ہے اس کی پسند کے مطابق ہو رہا ہے یہ پچھلوں کی ایجادات ہوتی ہیں۔

احادیث میں ملک شام کو ابدالوں کی سر زمین فرمایا گیا

جب کہ اس وقت شام والے یورپ کو بھی مات دے رہے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ حدیث میں یہ بات نہیں ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے شام ہی میں ابدال ہوں گے اور کہیں نہیں ہوں گے۔ اسلام جب پوری دنیا میں پھیلے گا تو ابدال صرف شام میں کیوں رہیں گے اگر کسی خاص وقت کے لئے یا کسی خاص زمانے کے لئے وہاں جمع کر دیئے گئے ہوں تو یہ الگ بات ہے دوسری بات یہ ہے کہ من حیث القوم یا ملکی حیثیت سے کسی ملک کا بدکاری میں یا کسی قوم کا بدکاری میں شامل ہو جانا اس بات کی دلیل نہیں بنتی کہ وہاں کوئی بھی نیک آدمی نہیں ہے۔ شام تو پھر ایک اسلامی ملک ہے کافر اور ایسے ممالک جہاں اللہ کا کوئی تصور نہیں ہے روس کی جو ستر سالہ اللہ سے بیزار تاریخ ہے جس میں پورے ستر سال سب سے زیادہ جس بات پر زور دیا گیا تھا وہ یہ ہے کہ اللہ کا نام مٹا دیا جائے لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ اس ستر سالہ تاریخ کے زمانے میں بھی روس سے اللہ کا نام مٹایا نہیں جا سکا اس کا جو سبب خود روسیوں نے دیا ہے وہ یہ ہے کہ

تصوف کے سلاسل اور اللہ اللہ کرنے والے لوگ ایسے تھے کہ جو زیر زمین بھی تہہ خانوں میں بھی راتوں کو بھی ویرانوں میں بھی اپنا سلسلہ جاری رکھے رہے جن کی کیفیات کو روکا نہیں جا سکا جن سے لوگوں کو حصول فیض سے باندھا نہیں جا سکا اور ان سلاسل نے۔ اسے وہ یہ کہتے ہیں یہ ایسی زیر زمین چیزیں ہیں اس کے لئے انہوں نے جو لفظ استعمال کیا ہے وہ یہ ہے کہ ایسی کوئی زمین دوز کوئی چیز ہوتی ہے یہ اس طرح کی کوئی بات ہے آدمی بظاہر سمجھ نہیں آتا لیکن اس کے اندر کوئی ایسی ہوتی ہے چیز کہ وہاں سے اللہ کا نام مٹایا نہیں جا سکتا۔ تو اب اگر روس کے اس خدا بیزار اور کافر ترین معاشرے میں اہل اللہ کا وجود موجود رہا تو شام میں بھی رہے تو اس میں کیا حیرانگی ہے ساری قوم بھی بگڑ جائے تو دس بیس پچاس چالیس آدمی تلاش کرنا تو کوئی بڑی بات نہیں اور دس بیس پچاس نہیں بلکہ شام میں تو بے شمار ایسے لوگ موجود ہیں جو محض اسلام کے جرم میں اور محض اللہ کا بندہ ہونے کے جرم میں سزا کھا رہے ہیں گذشتہ اٹھارہ بیس سال سے۔ تو وہاں پر یہ حافظ الاسد جو ہے یہ اسماعیلی شیعہ ہے اور جتنے ظلم شام میں ہوئے ہیں اتنے ظلم نہ فلسطین میں ہوئے ہیں۔ اور نہ عراق کی جنگ میں ہوئے ہیں اور نہ خمینی نے ایران میں کیے ہیں لیکن چونکہ وہ مغرب کا وفادار ہے اور مغرب والے اس بات کے متلاشی رہتے ہیں کہ بندہ نام اسلام کا لے لیکن اس کا کردار و عقیدہ کافروں والا ہو تا کہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا سبب بنتا رہے تو وہ سارے اس کی پشت پر ہیں تو شام میں تو ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اس کی بات قبول نہیں کی اور اس جرم میں گاؤں کے گاؤں صفحہ ہستی سے مٹا دیئے گئے اپنے ہی ملک کی فوج نے ان پر بم باری کی اپنی حکومت، نے بلڈوزر کر کے گاؤں میدان بنا دیئے آبادی اور باسیوں سمیت بچے--- ان کے بارے آپ کا کیا خیال ہے کیسے لوگ ہوں گے ابھی تک وہاں ایسے لوگ ہیں۔

یہ کوئی ضروری بھی نہیں بظاہر جو حال ملک کا نظر آتا ہے وہ ہر فرد کا بھی ہو اللہ کریم کے ساتھ ہر دل کا اپنا رابطہ ہوتا ہے اور میرے خیال کے مطابق جو میں سمجھ سکا ہوں اس حدیث پاک کا مفہوم کچھ ابتدائی عہد اور دور سے ہے جب شام اسلام میں داخل ہوا تھا تو اس کے بعد دین اسلام پھیلتا گیا تو روئے زمین پر اسلام کی برکات بھی پھیلیں اور اب چونکہ قیامت تک رہنے والا دین ہے اور قیامت تک جہاں جہاں انسانیت ہے وہاں اسلام بھی ہے تو روئے زمین کے ہر خطے پر۔

اب یہاں دیکھ لیجئے آپ کے اس ادارے میں وہ لوگ ذکر سیکھ کر گئے ہیں جو اتنے شمال میں ہوتے ہیں جہاں چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے کی رات ہوتی ہے ناروے کے شمالی حصے کا اور کہیں کوئی رابطہ ہے یا نہیں لیکن وہ یہاں آ کر یہاں رہ کر اگلے دن بھی مجھے ایک خط آیا وہ کہہ رہے تھے کہ اب ہم اتنے گھر ہو گئے ہیں کہ ہم چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی الگ سے شہر سے ہٹ کر بستی بنائیں اور اس میں ایک مسجد بنائیں اور وہاں چھ مہینے دن رہتا ہے چھ مہینے رات رہتی ہے تو اگر اللہ نے ایسا انتظام فرما دیا ہے کہ افریقہ سے لے کر قطب شمالی تک اور جاپان سے لے کر امریکہ تک کے لوگ اللہ اللہ کے لئے اس ایک سلسلے سے وابستہ کر دیئے ہیں تو جو ہر ملک میں سلاسل تصوف ہیں تو جو ہر آبادی میں کہیں نہ کہیں کوئی دین دار لوگ ہیں تو جو ہر قریے ہر ملک میں ہیں وہ بھی تو کوئی کام کر رہے ہیں وہاں اور بھی تو کوئی اللہ اللہ کرنے والے ہوں گے یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ کسی بھی ایک ملک میں سارے دین دار لوگ نہیں۔ اب ناروے میں تو اللہ کا کوئی تصور ہی نہیں جو مسلمان وہاں رہتے ہیں جو یہاں کے پاکستانی مسلمان ہیں وہ بھی اسی طرح کی زندگی میں رنگے ہوئے ہیں یہی حال برطانیہ اور امریکہ کا ہے یہاں سے جو لوگ گئے ہیں وہ ان سے بھی زیادہ اس مغرب کے رنگ میں رنگ گئے ہیں لیکن اس کے باوجود ان ممالک میں بھی نیک لوگ ہیں صالح لوگ ہیں اچھے لوگ ہیں تو ہر جگہ ہر طرح کے لوگ رہتے ہیں اور اگر کسی

جگہ سے کوئی بھی اچھا آدمی کسی جگہ نہ رہے تو وہ جگہ عذاب الٰہی سے نہیں بچ سکتی چونکہ زمین کی حیات اور بقا کا سبب ہی اللہ کا نام ہے جہاں سے اللہ اللہ کرنے والے سب ختم ہو جائیں وہ جگہ اس پر عذاب الٰہی آ جاتا ہے اور وہ نہیں بچتی۔ تو یہ جو دنیا قائم ہے تو ہر جگہ کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی کوئی بڑے درجے کا نہ سہی چھوٹے درجے کا سہی کوئی بہت پڑھا لکھا نہ سہی کوئی کم پڑھا لکھا لیکن کوئی نہ کوئی ذاکر کسی نہ کسی صورت میں اللہ کو پکار رہا ہوتا ہے اس لئے یہ نہیں سمجھا جا سکتا کہ وہ سارا قصہ ختم ہو گیا۔

تو اللہ کریم نے جس طرح غیر محسوس طریقے پر جڑ سے لے کر پتے تک غذا کو پہنچا دیا ہے جس طرح غیر محسوس طریقے سے سمندر سے پانی اٹھا کر ایک ایک ویرانے تک اسے پہنچا دیتا ہے اسی طرح برکات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی زمین کے گوشے گوشے میں پھیلا رہا ہے اور یہ انسانی قلوب کے ذریعے پھیل رہی ہیں۔ ما کان اللہ لیعذبھم انت فیھم۔ عذاب الٰہی کو روکنے کا فقط ایک سبب ہے اللہ نے فرمایا کہ اللہ کو زیب نہیں دیتا کہ ان پر عذاب نازل کرے جب کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں موجود ہیں فرمایا تو مکہ والوں کے لئے گیا لیکن یہ آیت کریمہ ثابت کرتی ہے کہ روئے زمین پر جہاں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکات ہوں گی وہ جگہ عذاب سے بچے گی جہاں سے آپ کی برکات کی نفی ہو جائے گی کسی پورے ملک میں کوئی بھی اللہ اللہ کرنے والا نہیں رہے گا تو وہ ملک عذاب سے غرق ہونے سے تباہ ہونے سے بچ ہی نہیں سکتا بلکہ دیکھا یہ گیا ہے کہ بعض ایسے شہر جو زلزلے سے تحفظ کے لئے بھی بنائے گئے اور زمینی اور آسمانی آفات سے تحفظ کے لئے بھی بنائے گئے اور زمینی اور آسمانی آفات سے تحفظ کے لئے بھی ان میں عمارات بنائی گئیں ان پر بھی جب تباہی آئی تو انہیں تہس نہس کرتی گزر گئی۔ جب وہاں بیلنس بگڑا اللہ اللہ کی طاقت کم ہوئی اور برائی کی قوت بہت ابھری تو اسے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکا وہ سارے جو مادی ذرائع تھے تحفظ کے لئے تھے وہ ایسے تباہ ہوئے کہ امریکہ کے کئی شہروں میں ایسا زلزلہ آیا کہ جہاں نہریں تھیں وہ زمین اوپر نکل گئی اور جہاں سڑکیں تھیں وہاں نہروں سے بھی گہری خندقیں بن گئیں اور شہروں کے شہر ڈوب گئے۔

تو یہ جو زمین پہ نظام حیات قائم ہے یہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ ہر جگہ کوئی نہ کوئی کسی نہ کسی رنگ میں برکات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مستفید ہو رہا ہے۔ **ما کان اللہ لعذبھم و انت فیھم** یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکات کی موجودگی عذاب الٰہی سے بچاؤ کی ڈھال ہے جہاں سے یہ کلی طور پر منفی ہو جائیں وہاں عذاب آ جاتا ہے تو آدمی فیصلہ کرنے کی حیثیت میں نہیں ہوتا کہ کونسے ملک میں کوئی بھی دیندار نہیں بظاہر تو آپ یہاں پاکستان میں اکثریت کو دیکھ لیں کوئی دین کا نام بھی نہیں ہے نہ ان لوگوں کا عقیدہ اسلامی ہے نہ عمل اسلامی ہے نہ اسلام پر انہیں کوئی بھروسہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود ملک دینداروں سے بھرا ہوا ہے اب باہر سے کوئی دیکھے گا تو اسے پاکستان کی وہی تصویر نظر آئے گی جو بااقتدار اور با اثر طبقے کی ہے بادشاہ کو یا ان دیہاتوں میں بسنے والے غریبوں کو یہ آدھی آدھی رات کو اٹھ کر اللہ اللہ کرنے والوں کو کون باہر سے جانتا ہے کون دیکھتا ہے وہ تو دیکھے گا تو اس کے سامنے تو وہی تصویر آئے گی۔ جو لوگ اقتدار میں ہیں یا جو لوگ دولت پہ قابض ہیں یا امراء کا ایک طبقہ ہے تو وہ پاکستان میں کون سا دین دار نظر آتا ہے۔ تو یہاں بھی الا ماشاء اللہ یہی حال ہے۔ اللہ کریم اپنی مہربانی فرمائے اور سب کو ہدایت نصیب فرمائے۔

ایک مرتبہ حضرت امام ابوحنیفہؒ بازار جا رہے تھے کہ گرد و غبار کے کچھ ذرات آپ کے کپڑوں پر آ گئے تو دریا پر جا کر آپ نے کپڑے کو اچھی طرح دھو کر پاک کیا اور حیب لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے نزدیک تو اتنی نجاست جائز ہے۔ پھر آپ نے کپڑا کیوں پاک کیا۔ فرمایا کہ وہ فتویٰ ہے اور یہ تقویٰ۔

آؤٹ آف فوکس

(تصویر ملی)

احمد اویسی

عمران خان نے ورلڈ کپ جیتا۔ پوری قوم کا دل جیت لیا۔ قوم کی بیٹیاں عمران خان پر مرنے لگیں۔ خاموش عشق دلوں میں بسائے اندر ہی اندر سلگ رہی تھیں۔ خیالوں کے تانے بانے بنتیں تاکہ اس جال میں کرکٹ کے عالمی دیوتا کو اتار سکیں۔ ان کی خلوت گاہوں میں عمران خان کی قد آدم تصاویر آویزاں' جنہیں پھولوں کے ہار سے سجایا جاتا۔ یک طرفہ عشق' یک طرفہ راز و نیاز' یک طرفہ ایجاب اور پھر خود ہی قبول کتنے رشتے ٹھکرا دیئے گئے۔ ایک عمران کی خاطر' جس کے انتظار میں جوانیاں ڈھلنے لگیں۔ لیکن یہ اچانک کیسا ہوا' اس مسحور کن اور خوبصورت تصوراتی کینوس پر کس نے سیاہی انڈیل دی۔ ساری تصویر گڈمڈ ہو گئی۔ خواب بکھر گئے۔ عمران کی تصویر کو ہاروں سے سجانے کی بجائے ریشمی کفن میں لپیٹ دیا گیا۔ خواتین کی دنیا میں ہلچل مچ گئی۔ سکولوں کالجوں میں حاضری برائے نام۔ اگر چند طالبات آئیں بھی تو باہم غم غلط کرنے اور ایک دوسرے کا دکھ بانٹنے کیونکہ سب کا روگ مشترکہ۔ عمران خان نے شادی کر لی۔ اور خبر بھی اس قدر اچانک کہ بجلی کی طرح گری' سنبھلنے کا موقع بھی نہ ملا۔ عمران خان چپکے سے پردیس سدھارا اور پھر ایک یہودی کی بیٹی کا ہو رہا۔ کچھ تو پہلے سے خبر کی ہوتی۔ دل کی دل میں چھپائے رکھی کہیں تو کوئی خبر ڈیٹنگ کی آ جاتی۔ کوئی افواہ' کوئی تصویر کسی ملاقات کی اور پھر اس کی تردید۔ کوئی مانتا کوئی نہ مانتا اور آخرکار اس دل کی بے قراری کو قرار آ جاتا۔ لیکن یہ حائقہ تو بالکل صائقہ نکلی۔ دل کے ارمانوں پر بجلی گرا دی۔ کون سی جنت کی حور ڈھونڈ نکالی' حائقہ کی تصاویر اور آئینے میں تقابلی جائزہ' ہمارے مقابلے میں کیا ہے؟ یہودی کی دولت پر ریجھ گیا۔ بہتوں نے خودکشی کا ارادہ باندھا لیکن آخر وقت پر ملتوی کر دیا۔

دختران ملت کی یہ تصویر سبھی جریدوں نے شائع کی۔ سرورق پر طرح طرح کے رنگوں کی آمیزش کے ساتھ۔ جگہ کی قلت کی بناء پر سانحہ چرار شریف کی خبر کو کسی کونے کھدرے میں ڈالنا پڑا۔

عمران خان نے اس قدر خوبصورت اور بیش قیمت کیچ کیا تھا کہ کراچی میں قتل و غارت کے سکور کو بھی آخری صفحات پہ جگہ مل سکی۔ کراچی میں تو لوگ روز مرتے ہیں۔ کشمیر میں شہادتوں اور گھروں کے جلنے کی خبریں تو روز ہی لگتی ہیں۔ لیکن یہاں تو دختران ملک کے ہر دل جلے ارمانوں کا خون ہوا۔ اس وسیع قتل عام کی تصویر کو تو صفحہ اول پہ ہی آنا تھا۔ کچھ اخبار بھارتی اپسراؤں کی تصویریں صفحہ دوئم پر سجاتے ہیں اور بعض صفحہ سوئم پر لیکن اب تو یہ صفحے بھی عمران اور حائقہ کی تصویروں اور شکستہ دلوں کی خبروں سے

آراستہ تھے۔ مختلف پوز، تیکھے انداز اور انوکھے لباس جو مادھوری اور انیتا ایوب کی بے لباسی کو مات کریں۔ آل راؤنڈر ہو تو ایسا۔ صفحہ اول پر سیاست دانوں کے بیانات، عالم اسلام کے مسائل اور قومی مصائب، سبھی خبروں کو کلین بولڈ کیا۔ دوسرے صفحات پر بھارتی ایکٹریس، فلمی ہیرو اور عالمی حسینائیں۔ سبھی ایل۔ بی۔ ڈبلیو۔ ایک ہی تصویر سب پر بھاری۔ عمران خان اور جائقہ اور اس کے ساتھ دختران ملت کے بکھرے ہوئے خوابوں کی تصویر۔

لیکن یہ کیا؟ یہ تصویر تو آؤٹ آف فوکس نکلی۔ لینز تصویر کو ٹھیک سے کیچ نہ کر سکا۔ فوکس خراب ہوا۔ تصویر بگڑ گئی لیکن اخبار والوں نے شائع کر دی۔ میری قوم کی بچیوں کی آؤٹ آف فوکس تصویر، ان کے پاکیزہ اور نازک دلوں کی تصویر، جو ایمان و یقین کے بیش قیمت ورثہ کے امین ہیں۔ یہ دل تو بیش قیمت آبگینے ہیں۔ اللہ کے نام پر دھڑکنے والے، جن میں خلوص ہے، معصومیت ہے، حیا ہے، ان میں کوئی اجنبی نہیں بستا۔ اخبار والوں کو یہ تصویر کیوں نظر نہ آئی۔ یہ تصویر تو ان کے اپنے گھروں میں بھی ہے۔ اس قدر صاف ستھری، نکھری ہوئی اور واضح تصویر۔ شبنم میں دھلی پاکیزہ پاکیزہ۔ اب جو فوکس درست کیا تو ایک ایکٹریس کو دیکھا جو عمران خان کی امیدوار تو تھی لیکن بروقت اظہار نہ کر سکی۔ ایک آفس ورکر، جو عمران خان کی شادی سے دل شکستہ ہوئی۔ تو دفتر سے غیر حاضر ہو گئی۔ بھارت کی ایک حسینہ جو عمران خان سے شادی کر کے خدمت خلق کا بیڑا اٹھانا چاہتی تھی۔ یہ کردار میری قوم کی بچیوں کے نمائندہ کردار ہرگز نہ تھے۔ لیکن اخبارات نے انہیں اس طرح پیش کیا گویا یہ ہر دل کی خاموش دھڑکن کی صدائے بازگشت ہیں۔ کچھ بیانات نظر آئے۔ عدنان سمیع اور زیبا بختیار کا بیان، اسی فن سے وابستہ کچھ اور لوگوں کے بیانات، اظہار تہنیت، حق تبلیغ ادا کرنے پر عمران خان کی تعریف، ایسے حضرات کے چند مزید بیانات، جو بیان بازی کے لئے موقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ اتنا اہم نہ تھا کہ ہماری ملی تصویر بن جائے۔ فوکس درست ہو تو ایک ایکٹریس، ایک لیڈی ورکر چند بیانات قومی افق کی دھول میں گم ہوتے نظر آتے ہیں لیکن جب اخبارات آؤٹ آف فوکس تصاویر شائع کرنے پر تل گئے ہیں۔ تو ملی تصویر کچھ ایسی ہی نظر آئے گی۔ جیسی یہ شائع کر رہے ہیں۔ اخبار ایک صنعت ہے۔ ایک کاروبار ہے اور اکثر یہ دلیل سننے میں آتی ہے کہ کاروباری مجبوریوں کی خاطر انہیں یہ سب کچھ کرنا پڑا ہے۔ وہ تو صرف قارئین کی ڈیمانڈ پوری کر رہے ہیں۔ تا کہ اخباری صنعت میں مارکیٹ ان کے ہاتھ رہے۔ جو اخبار اٹھائیں اس کے ٹائٹل کے ساتھ ایک نیا دعوی نظر آئے گا۔ پاکستان میں سب سے زیادہ پڑھا جانے والا، سب سے زیادہ اشاعت، مسلسل اشاعت کے اتنے سال وغیرہ۔ گویا ہر اخبار کی ایک مضبوط مارکیٹ ہے۔ قارئین کا حلقہ ہے۔ قارئین کے خطوط اٹھا کے دیکھ لیجئے۔ کوئی ایک مطالبہ بھی شائع نہیں ہوا۔ کہ ہندوستانی اداکاراؤں کی تصاویر، ان کے معاشقوں کی کہی اور ان کہی، گفتنی اور ناگفتنی داستانیں قارئین تک، ان کے گھروں تک اور قوم کی بچیوں تک پہنچائی جائیں۔ قارئین کا حلقہ بھی سب سے بڑا لیکن اچانک یہ نیا سلسلہ تصاویر کیسے شروع ہو گیا۔ ایک اخبار نے شروع کیا اور پھر متعدی مرض کی طرح پھیلتا چلا گیا۔ وہ کون سے عوامل ہیں۔ جن کے تحت بھارتی کلچر کی یلغار کے لئے راہیں ہموار کی جا رہی ہیں۔ یہ کلچر ہماری قومی ضرورت تو نہ تھا اور نہ ہی کاروباری ضرورت کیونکہ اخباری دعووں کے مطابق ہر ایک کا حلقہ اثر سب سے بڑا ہے۔ کیا ان تصاویر کی اشاعت کے بعد قارئین کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ اس کلچر کے متلاشی اور دلدادہ جو لوگ تھے وہ نہ پہلے آپ کے قارئین تھے اور نہ اب ہیں۔ ان کے ہاں اپنے شوق کو پورا کرنے کے لئے اپنے انداز ہیں۔ پورنو گرافی کی صورت میں کچھ سستے انداز اور کچھ بڑے لوگوں کے بہت مہنگے انداز۔ حال ہی میں ایک بینک کے زیر اہتمام ایک ثقافتی شو منعقد ہوا۔ اس میں بڑے لوگ شریک ہوئے۔ ان کے مزاج کے

باقی صفحہ نمبر ۴۳ پر

آج کا مسلمان مرد

محترمہ طیبہ چیمہ

دنیاوری اعتبار سے دیکھا جائے تو عورت کی اپنی کوئی حیثیت نہ ہے۔ مرد نے اس کو برابری کے حقوق کا جھانسہ دے کر خوب مارکیٹ کر کے سامان بنایا ہے۔ مغرب تا مشرق جہاں بھی چلے جاؤ سڑکوں' بازاروں' مناروں' کوٹھوں' چباروں غرض ہر جاء عورت ہی باعث زینت بنی ہوتی ہے۔ مغرب کی عورت تو شاید اب قدرے تھک چکی ہے اپنی اس گھٹیا Life Style سے مگر مشرق کہ عورت مغرب کی نقل اتارتے نہ کوا رہی اور نہ ہنس۔ نہ جانے کون سی قسم کا جاندار بن چکی ہے۔ ایک امریکی کیتھولک نن مسلمان نام Catholic Nun (Nancy Ali) جب مسلمان ہوئی چند سال قبل تو وہاں کے باشندوں کو بہت حیرانی و پریشانی ہوئی۔ طنز و سوالات کی بھر مار میں ایک امریکی بولا کہ کیا تم اس حجاب (Scarf) میں گھٹن محسوس نہیں کرتی؟ تو

Nancy Ali نے جواب کی بجائے الٹا سوال کیا کہ اگر تم دیکھو ایک عورت کو اس حجاب میں اور دوسری کو

Swimming dress میں تو کس کو اپنا جیون ساتھی بنانا پسند کرو گے؟ وہ بولا۔

Of Course who is wearing scarf!

دیکھا جائے تو مسلمان تو کیا کافر مرد بھی جب اپنی ذات کی باری آتی ہے تو ہمیشہ صاف پاک چی شے ہی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ آج کا مرد چاہے دنیا دار ہو یا دیندار اپنے نفس کا غلام ہے۔ ذرا اس کا دوسرا رخ دینداری کا دیکھیں۔ تو اس میں بھی انتہا پسند ہے۔ اس کا بس نہیں چلتا کہ عورت کو مرتبان میں بند کر کے رکھے جہاں اسے باہر کی ہوا بھی نہ لگے۔ اصل علم دین سے اسے بے خبر رکھتا ہے بلکہ خود بھی بے خبر ہے۔ ان پڑھ دیندار سے کیا شکایت پڑھے لکھے جب تنگ نظر ہوتے ہیں تو اپنے مطلب کی احادیث و آیات رٹ لیتے ہیں۔ شوہر بنتا ہے تو کہتا ہے "اگر سجدہ کرنا جائز ہوتا تو وہ میں ہی تھا۔" اس میں "اگر" بھول جاتے ہیں کہ سجدہ تو جائز ہی نہ ہوا اللہ کے سوا اور "اگر" ہوتا تو وہ کون سا کس قسم کا شوہر تھا؟ اس کی مثالیں تو اب تاریخ میں ہی مل سکتی ہیں اور اگر آج مل جائیں تو لوگ اس مرد کو "زن مرید" کا نام دیتے ہیں۔

شوہر کے حقوق پر لچھے دار تقاریر کرتے ہیں کہ واقعی لگتا ہے جیسے اللہ کے بعد (نعوذ باللہ) شوہر کی عبادت نہ کی تو دین سے خارج سمجھو۔ مجازی خدا بنے بیٹھے ہیں۔ ہاں ایک لحاظ سے درست ہی ہو گا کہ خدا تو بہت سے ہو سکتے ہیں مگر اللہ کی ذات واحدہ لاشریک ہے اور اس ذات باری تعالیٰ نے جس ہستی کو ہمارا آئیڈیل بنایا ہے ان کے ہاں بھی صرف حقیقی خدا کا ہی تصور ملتا ہے۔ ہاں البتہ ہندو تہذیب کی بے حرمتی بھی مرد بیچارہ نہیں کر سکتا۔

امریکہ کی ایک مسجد میں ایک بہت قابل ڈاکٹر صاحب فرمانے لگے کہ "عورت کا مسجد میں... نا منع ہے اسے گھر کی بند کوٹھری میں نماز ادا کرنے کا حکم ہے۔" اس حکم کی تعظیم تو ہم کر لیں گے مگر یہ فرماتے ہوئے شاید وہ بھول گئے تھے کہ ان کی اپنی ڈاکٹر بیوی تمام دن ہسپتال میں غیر مردوں کے ساتھ کام کرتی ہے اور انہیں سر سے پاؤں تک ہاتھ لگا لگا کر چیک کرتی ہے۔ شاید ان کے ... یک کافر غیر محرم کا جسم مسجد سے (نعوذ باللہ) زیادہ مقدس ہو گا۔ یہ بھی شاید کسی انگریزی کتاب میں لکھا ہو گا کہ دین کے وقت اللہ سے بھی پردہ کرو اور دنیا کے لئے کافر مردوں میں بھی سب جائز ہے؟

اب ایسے پڑھے لکھے جاہل مرد کو جب کوئی عورت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جوتیوں کے صدقے دین سکھانے لگے تو اس کی انائیت کو ٹھیس پہنچتی ہے اور کہہ اٹھتا ہے کہ عورت کا غیر مرد سے بات کرنا تو دور اس کا سایہ بھی مرد پہ نہ پڑنا چاہئے۔ جبکہ خود ہی مسلمان مرد تمام دن دفتر میں غیر عورتوں (اور وہ بھی کافر) سے مسکرا مسکرا کر Thank you ' Sorry کہتا رہتا ہے کہ کہیں گوری کا دل نہ ٹوٹ جائے اور جب گھر آتا ہے تو اپنی کرخت دیندار صورت لئے ہوئے۔ جیسے گھر والی عورت کی خدمات و ایثار و قربانی کرنا اس کے باپ کی جاگیر ہے کوئی احسان نہیں کہ Thank you ہی کہہ دے۔

اب اگر یہ مسلمان بیچاری عورت کسی عالم دین کے پاس دو لفظ سیکھنے بیٹھے تو کفر کا فتویٰ جاری ہو جاتا ہے۔ اس پر وہ بھی ایسی بھولی بن جاتی ہے کہ یہ فتویٰ اپنے پرس میں ڈال کر تمام دن مارکیٹ بازاروں میں کافروں کے ساتھ ہنستی مسکراتی خریداری کر کے جب گھر آتی ہے تو یہ تک سوچنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتی کہ آخر اس کا مرد چاہتا کیا ہے اور کیوں؟ اور وہ کون سے مرد تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دین سیکھا تھا؟ عورت کی زندگی کا افسانہ جس قدر درد ناک ہے اس سے زیادہ تکلیف دہ اس کی موت کی کہانی ہے کہ یہ دیندار مرد اسے مار کر بھی فتوؤں کا کفن پہناتا ہے۔

امریکہ ہی کے کسی چھوٹے سے قصبے میں ایک مسلمان جوان عورت کینسر سے وفات پا گئی۔ اب وہاں غسل دینے کے لئے کوئی مسلمان خاتون تیار نہ ہوئی کہ موت کی دہشت تو ایک بہانہ ٹھہری۔ اصل میں دین سے ناواقفیت ہے اور ہم کون سے عالم ہیں بس شیخ کی تربیت ہے کہ بندے کو زندگی تا موت دین کا ہر کام خود کرنا آنا چاہئے اور اسی جذبے میں سیکھتے سکھاتے تھے۔ لہٰذا حسب معمول غسل و کفن کا ہمارے شہر ہمیں بلاوا آ گیا اور یوں چند ذاکر خواتین کی جماعت کے ساتھ پہنچ گئے۔ مرحومہ کو جو دیکھا تو ان کے منہ، ناک اور جسم پر مختلف قسم کی میڈیکل نالیاں لگی ہوئی تھیں۔ جن کو الگ کرنا ہمارے لئے ایک مشکل کام تھا جو آج تک نہ پڑھا نہ دیکھا۔

ان کے شوہر سے شکایت کی کہ آپ نے ہسپتال والوں کو جو اتنا لمبا آٹھ ماہ کا بل ادا کیا ہے اس میں یہ کام انہوں نے کیوں نہیں کیا؟ تو دیندار شوہر صاحب فرمانے لگے کہ کوئی غیر مرد اور کافر چاہے عورت ہی ہو میت کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ لہٰذا آپ ہی یہ عمل چند ادا کریں۔ اور یہ کہتے ہوئے شاید یہ مرد مومن بھی بھول گیا کہ پچھلے ماہ سے ان کی بیوی بے بس ہسپتال میں انہی کافروں کے مرہون منت پڑی رہی اور ان کو اسلام یاد بھی آیا تو تب جب بیچاری جا چکی تھی؟ اسی طرح کسی دوسری State میں ایک مرد مومن کی والدہ کی وفات ہوئی اور ان کو جب بکس (Box) میں ڈالنے کا مرحلہ آیا تو ان کے بیٹے کو مدد کے لئے بلایا۔ والدہ کافی ضعیف اور بھاری جسم کی خاتون تھیں۔ ان کو مشورہ دیا کہ ہم عورتوں سے یہ کام تو مشکل تھا لہٰذا آپ دو تین مسلمان بھائی ہی بلا لیں۔ وہ بھی یہی فرمانے لگے کہ ماں جی کو کوئی غیر مرد دیکھ بھی نہیں سکتا بے شک زندگی میں وہ ان کے بیٹوں کی طرح تھے۔ یہ صاحب بھی اس وقت یاداشت شاید کھو بیٹھے تھے کہ ان کی والدہ کو پاکستان کسی

whom He (P.B.U.H) confided in, and the first person to endorse His (P.B.U.H) statement and comfort Him (P.B.U.H) was a noble lady, Hazrat Khadija (RAU). When Islam was being forcefully opposed by the Quraish of Mecca and their atrocities were growing by the second, the very first blood shed in the cause of Islam was the blood of a noble lady. Hazrat Sumaya (RAU) the wife of Hazrat Yasir (RAU). Islam has not only given women equal stats in life, but has actually made her the architect and the builder of society, a craftsman that can model and shape warriors, mortyars and brave generals, they can produce such individuals who love Allah and his Holy Prophet (PBUH) and can stay loyal to them until they die.

گاؤں میں دفن کرنے کے لئے جہاز پر لے جایا جاتا ہے اور اس مقصد کے لئے جو کاروائی ہوئی اس میں کافر نے میت کی بے حرمتی کرتے ہوئے خوب جسم کے اندر اور باہر Chemicals بھرے تاکہ Body خراب نہ ہو۔ اس وقت اسلام شاید چھٹی پر ہو گا' یہ سب ہوا تو پھر کون سے فقہ میں لکھا ہے کہ امریکہ کا جنازہ ذلیل و خوار کر کے پاکستان لا کر دفن کیا جائے؟

واہ! رے دیندار مرد تو نے عورت کے ساتھ دنیا تو کیا دین میں بھی خوب ڈرامہ رچایا۔ اس کا اپنا نہ دین نہ دنیا۔ شادی سے قبل ابا جی کا دین اور شادی کے بعد میاں جی کا دین۔ مگر اسی دین میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ عورت بھی بہت ظالم ہے تم چار مردوں کو بنفس نفیس ساتھ جہنم میں لے کر جائے گی جنھوں نے باپ' بھائی' شوہر اور بیٹے کے روپ میں اس کو جس طرح چاہا استعمال کیا اب بھلا مر کر کیا وہ تنہا ہی آگ میں چلی جائے گی؟ جس کے بارے میں تم لوگ شور کرتے ہو کہ خواتین سے جہنم بھری ہو گی۔ خاتون اگر ایک ہو گی تو ساتھ چار عدد مرد بھی تو ہوں گے؟

عورت کو پردے کا سبق دینے والے پہ مرد خود نگاہیں نیچی رکھنے والی آیت شاید بھول جاتے ہیں۔ دیدے پھاڑ پھاڑ کر خواتین کی بے حرمتی کرنے میں آج کے مسلمان مرد صف اول میں شمار ہوتے ہیں۔ امریکہ کی ہی بات ہے کوئی مولوی صاحب بڑی جذباتی تقریر کر رہے تھے۔ آخر میں بولے "تم جانتے ہو آج کا مسلمان چاند پر کیوں نہیں گیا؟" ہم نے بغیر کسی جھجک کے عرض کی "کیونکہ چاند پر عورت نہ تھی ورنہ مسلمان اور وہ بھی پاکستانی ہوتا اور نہ جاتا؟"

بقیہ

آوٹ آف فوکس

مطابق جو کچھ ہوا' ٹھیک ہوا لیکن ایک روزنامے نے صفحہ اول پر اس کی تصاویر شائع کر دی۔ جو اس صفحہ پر سب سے نمایاں تھی۔ تین لڑکیوں کی تصویر' ایک کے بازو اور کندھے عریاں۔ دوسری کا پیٹ بے لباس اور تیسری کی ٹانگیں گھٹنوں سے اوپر تک لباس سے بے نیاز۔ یہ لوگ چاہیں تو ایک ہی عورت کے جسم کے یہ تینوں حصے بھی بے لباس دکھا سکتے ہیں جنہیں قسطوں میں دکھایا گیا۔ یہ سب کچھ جن لوگوں کا مزاج ہے۔ ان تک محدود رکھا جائے۔ لیکن میری قوم کا تو یہ مزاج نہیں۔ ٹیلی ویژن پر تو ایسی تصاویر سنسر کر دی جاتی ہیں لیکن کیا اخبارات ایسی پابندیوں سے بالکل آزاد ہیں۔ بند کر دی جائے ان آوٹ آف فوکس تصاویر کی اشاعت۔ ورنہ قوم مجبور ہو گی کہ ان کیمروں کو ہی توڑ ڈالا جائے۔ جن کے لینز ناقابل مرمت ہو چکے ہیں۔

need woman can and should share the burden of her spouse. Similarly when the lady finds her job to be tiring, help can be rendered by the tougher companion. The illustrious history of Islam tells us that. when during the battle of uhad, the Holy Prophet (P.B.U.H) was hurt, the noble ladies from the noble household of the Prophet (P.B.U.H) were seen helping and caring for Him (P.B.U.H) and also providing first aid to others wounded. On the other hand when there was an emergency, such as the departure of the Muslim army on some expedition and the food was not ready, the Holy Prophet (P.B.U.H) willingly helped in the kitchen, to speed up the cooking. Islam and the practices of the Holy Prophet (P.B.U.H) blended the two companions as one and yet maintained their individuality.

They remain incdividuals because they have different functions to perform, their physical structure is different, their thoughts, opinions vary, the way they display their affection and love varies but what binds into unity is their dedication towards each other. When one half is in need of help the other never disappoints.

During the noble era of Prophet Muhammad (P.B.U.H) women learnt the art of fencing and warfare. Women of Islam wrote a golden chapter of bravery and valour in history. Those noble Ladies were mothers, wifes, and daughters of noble worriors these were the women whom Allah had blessed with the courage that they froduced and moulded such great martyrs and brave generals of Islam.

A noble lady Haszrat Khansa (RAU) was a poetess. Before the advent of Islam, her brother shaker had died and she wrote a poem in his memory. Her words were full of sorrow. One of the stanza of her feeling, it says that. I remember my brother Shak with the rising of the sun and when the sun is tired and sets, I am still sitting remembering my brother. When she was old enough to have her hair grey, she was accompanying her four sons at the battle of Aaisia. While sitting in her comp received the news that all of her sons had been martyred in the battlefield. She came out of her com and prayed and thanked Allah for blessing her with such honour and enabling her to stand amongst the mothers of mortyrs on the day of judgement.

This is the courage given to women by Islam, and there is a very special place for women in Islam. when Prophet Muhammad (P.B.U.H) first received the message of Allah, the first person

Today we see man and woman being driven way apart from each other. One section of the society in the name of religion, has put women back into the dark age where she was nobody with no status, no opinion, no possessions and property, but was merely a speechless dumb living creature. Her duties are confined within her walled home, where she is supposed to attend to daily household chores and run errands. No one is concerned about her hereafter, what will happen to her in her cternal life is no one's concern. Strange myths have been invented and proudly propagated, that women have into been blessed with prophethood because of their mental limitations. But little do they realise that no prophet was born without a mother, if women had not been prophets, they surely had been the mothers of prophets. Yet another sect of the society has exploited women by putting unnecessary pressures and responsibilities on her, Islam has laid down clearly the roles and the status of both man and woman. Allah has his own ways of running this universe. Had he planned so human beings too would have grown like other plantations form the earth, but then they would only behave like individual units with no love or affection for each other. Allah has designed the entire system for the human generation to live and prosper in such a way that each individual is assigned with duties, As they live through life they rear their off springs, take care of the new ones, just like young bady plants are cared for. Then with the passage of time the new generation replaces the older one and the cycle goes on.

Allah has assigned different duties to workers for the maintainence of this lovely garden of life. Onc worker is the tough, kind who can bear all sorts if physical hardships, He prepores the fields, ploughs the land and cultivates it. But their are other duties of this lovely heaven, which require tenderness and love. When tiny flowers bloom they need some one, who can shower love on then without being tired, one who can take care of each and every petal of each and every flower graving in the flower bed a servant with an affectionate heart is required who can ceaselessly serve these tiny flowers and help them to bloom. This delicate and tender task of nurteuring the young ones was assigned to the woman and the tough laborious task was assigned to man. But Allah did not segregate the two labourers, although debeiate jobs have been assigned to woman but when ever these is a

believe that she is enjoying an equal freedom and opportunity setup. What happens is that the duties originally assigned to woman stay with her and she is loaded with those not meant for her. She was crushed under ignorance in the dark ages and today her womanhood her dignity is crushed under modern education. She is deprived of all her natural gifts from Allah such as tender, love and patience. A western philosopher has commented that a woman, in the field of action, can perform all those duties that a man can, but then she does not maintain her womanhood. "Even the west realises that fact and is well aware of it.

Islam revolutionized the male dominated society at that time when women were not considered to be even part of mankind. For the first time ever, the Prophet of Islam, Prophet Muhammad (peace be upon him) addressed the people as O mankind, Iam Allah's Prophet, to all of you. This must have been felt very strange by the people then, who were not accustomed to give women any importance. Islam elated the status of women, giving her the respect she deserved as a mother, the love she must receive as a sister, a daughter and her rights as a wife. Woman for the first time were made eligible for receiving inheritance from their fathers sons and husbands. She was granted equal rights as a human being, the right to express her opinion as to how she wanted to live her life. Islam gave woman the choice the make her own decisions. Dower money was made compulsory, to be paid to the newly wed bride by the bridegroom. This was to make the newly arrived bride into a household, financially secure so that sho too may feel important and comfortable and make her adjustment easy. Islam has clearly declared that on the day of judgement man and woman shall be equally questioned about their faith, believes, lawful and unlawful earnings and their relationship with Allah. Being humans, both have been entrusted with duties, both shall be rewarded for their noble deeds, and if they deserve punishment they shall be awarded so on equal basis. Allah shall not alleviate the punishment of women just because of their gender. Since women too have been granted with wisdom, intellect and a conscience the sense of judgement and discrimination of right and wrong With all these capabilities if she does not obey Allah and His Holy Prophet (peace be upon him) then she deserves to be punished.

The Status of Women in Islam

Episode 1

The masterpiece creation of Allah in this universe is a human being, who is the center of attention of all other creations. The planets, stare and all that is on Earth and in the Heavens are created to serve the human beings. This creation of Allah comprising of a handful of clay, is responsible for inviting Allah's blessing or His wrath and curse on this Earth. The deeds of the human race, sometimes revitalise the decaying and withering garden of the world and, sometimes the evil deeds of mankind lead the entire world to destruction and unhappiness. Humanity is not only the legacy of man, infact men and women are equally important constituents of mankind. Before the dawn of Islam, the history of mankind reveals that the most oppressed, the most despicable and down trodden, segment of society was the wered. Strangely enough, today inspite of all the modernisation, latest sciences and development, women, outside the Islamic philosophy of life, do not have any importance as women.

The difference between these two periods is that during those dark ages, known as the era of Ignorance the woman was considered to be no more than a commodity, a part of legacy a possession item with no personal identity or status of her own. She was expected never to voice her opinion, nor was she of any importance, so much so that when a person died his wives were divided alongwith with his other belongings amongst his heirs. But what a modern civilisation given to women? It his tricked the women by burdening them, with all the loads of duties meant for men, and covering it up under fake slogans like equality it, of job opportunity or freedom. This modern civilisation has deprived women of the respect they deserved and has mercilessly exploited her womanhood for cheap purposes such as using her to promote the sales of a match box or a car. Todays'man has comfortably lessened his load of responsibility and has overburdened the woman with excessive duties, and has consoled the woman making her

BISE لاہور اور پنجاب یونیورسٹی سے الحاق شدہ

دینی اور دنیوی تعلیم کا حسین امتزاج

پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے تعاون سے

ہوسٹل کی سہولت دستیاب ہے

صِفّارہ کالج لاہور

اِقبال کے شاہینوں کا مسکن

داخلہ جاری

ایف اے - بی اے

ایف - ایس - سی

پری انجینئرنگ اور پری میڈیکل

- صحت مند پاکیزہ ماحول
- نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ کردار سازی پر خصوصی توجہ
- N.C.C اور کمپیوٹر کی لازمی ٹریننگ
- طلبہ سیاست سے پاک

محل وقوع: اکبر چوک ٹاؤن شپ سے کالج روڈ پر چار کلومیٹر کے فاصلے پر اویسیہ ہاؤسنگ سوسائٹی (اللہ والی ٹینکی) کے ساتھ
ویگن نمبر 4 کے آخری سٹاپ باگڑیاں چوک سے پہلے مسلم چوک سٹاپ سے 400 میٹر مغرب کی جانب فون 42998..

نوٹ: داخلہ کے خواہشمند طلباء میٹرک کا امتحان دے چکے ہوں فوری طور پر سادہ کاغذ پر معہ جوابی لفافہ درخواست ارسال کریں

تصوّف کیا نہیں؟

تصوّف کے لیے نہ کشف و کرامات شرط ہے نہ دُنیا کے کاروبار میں ترقی دِلانے کا نام تصوّف ہے، نہ تعویذ گنڈوں کا نام ہے نہ جھاڑ پھونک سے بیماری دُور کرنے کا نام تصوّف ہے نہ مقدمات جیتنے کا نام تصوّف ہے، نہ قبروں پر سجدہ کرنے، ان پر چادریں چڑھانے اور چراغ جلانے کا نام تصوّف ہے اور نہ آنے والے واقعات کی خبر دینے کا نام تصوّف ہے نہ اولیاء اللہ کو غیبی ندا کرنا، مشکل کُشا اور حاجت رَوا سمجھنا تصوّف ہے نہ اِس میں ٹھیکیداری ہے کہ پیر کی ایک توجہ سے مُرید کی پُوری اِصلاح ہو جائے گی اور سلوک کی دَولت بغیر مجاہدہ اور بِدُون اِتباعِ سُنّت حاصل ہو جائے گی۔ نہ اِس میں کشف و اِلہام کا صحیح اُترنا لازمی ہے اور نہ وَجد و تواجد اور رقص و سرود کا نام تصوّف ہے۔ یہ سب چیزیں تصوّف کا لازمہ بلکہ عین تصوّف سمجھی جاتی ہیں حالانکہ ان میں سے کسی ایک چیز پر تصوّفِ اِسلامی کا اِطلاق نہیں ہوتا بلکہ یہ ساری خرافات اِسلامی تصوّف کی عین ضِد ہیں۔

(دلائل السُّلوک)

Reg. No.L8607

دستاویزی ویڈیو

حضرت جی کے حالاتِ زندگی پر مبنی دستاویزی ویڈیو دستیاب ہے۔ ہدیہ ۔/۲۰۰ روپے

حضرت المکرم مدظلہ العالی کے حالاتِ زندگی پر مبنی دستاویزی ویڈیو تیار ہے۔ ہدیہ ۔/۲۰۰ روپے

منگوانے کا پتہ:۔

احمد نواز۔ دارالعرفان سب آفس نور پور ضلع چکوال

اویسیہ کتب خانہ۔ اویسیہ سوسائٹی۔ کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور۔

www.QuranTafseer.net

الحمدللہ کوشش کی گئی ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے حوالے سے تمام کتابیں اور آڈیو وڈیو بیانات کو آپکی سہولت کے لیے ایک جگہ پر اکٹھا کر دیا جائے اور تازہ جمعہ بیانات بھی آپ فوراسن سکیں۔ ویب سائیٹ کی اینڈرائیڈ ایپلیکیشن بھی موجود ہے

آپ اپنے اینڈرائیڈ موبائل میں پلے سٹور سرچ میں جا کر نیچے دیئے گئے الفاظ لکھ کر آسانی سے یہ ایپلیکیشن سرچ کر کے انسٹال کر سکتے ہیں۔

اس ویب سائیٹ اور ایپلیکیشن سے آپ یہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔

1- مفسّر، مترجّم ومفکّرِ قرآن حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ کی آڈیو، وڈیو اور تحریری تینوں طرح کی مکمل 30 پارہ اردو تفسیر اور مکمل 30 پارہ پنجابی تفسیر آڈیو وڈیو۔ 2- مشکوۃ شریف احادیث کی تشریح آسان ترین انداز میں آڈیو اور وڈیو بیانات۔ 3- اگر آپ کو قرآن ناظرہ پڑھنا نہی آتا یا آپ نے قرآن پڑھنا بہت پہلے سیکھا مگر اب صحیح تلفظ سے نہی پڑھ سکتے تو اب آپ دس دس منٹ کی کچھ وڈیوز دیکھ کر ناظرہ قرآن روانی سے پڑھنا سیکھ سکتے ہیں۔ 4- اس زمانہ کے سب سے مشہور 4 قاری صاحبان قاری مشری صاحب قاری السدیس صاحب قاری عبد الباسط صاحب اور قاری عادل الکلبانی صاحب کی آواز میں پورے قرآن کی آڈیوز سن سکتے ہیں۔ 5- حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام 6- ذکر کرنے کا ایسا طریقہ جس سے آپ کا دل اور جسم کا ہر ذرہ اللہ کا ذکر کرنے لگے مکمل تفصیلات موجود۔ 7- پچھلے دس سال کے سالانہ اور ماہانہ روحانی اجتماعات آڈیو وڈیو بیانات کا خزانہ 8- اسلامی سوال جواب ٹی وی پروگرام المرشد کی تمام آڈیوز وڈیوز۔ 9- سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کی تمام کتابیں اور 1981 سے آج تک کے تقریبا تمام المرشد میگزین پی-ڈی-ایف میں ڈاؤن لوڈ کے لیے موجود۔ جلسوں، جمعہ بیان، سالانہ، ماہانہ اجتماعات کے بیانات کی تازہ آڈیوز فورا ایپلیکیشن اور ویب سائیٹ پر آپ سن سکتے ہیں۔ آئی فون، ونڈوز موبائل اور کمپیوٹر والے حضرات یہ سب کچھ اوپر دی گئی ویب سائیٹ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

آپ کی سہولت کے لیے سلسلہ کی کوئی بھی کتاب یا کسی بھی پارہ کی تفسیر پی-ڈی-ایف میں آپ کو اپنے وٹس ایپ پر چاہیے ہو تو اس نمبر پر کتاب کا نام یا پارہ نمبر بتا کر اپنے وٹس ایپ سے میسج کر کے حاصل کر سکتے ہیں۔ 03235205255